www.naqshbandiaowaisiah.com

فَقَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى

القرآن الكریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

اللہ رسول محمد

ستمبر

2006ء

المرشد

ماھنامہ

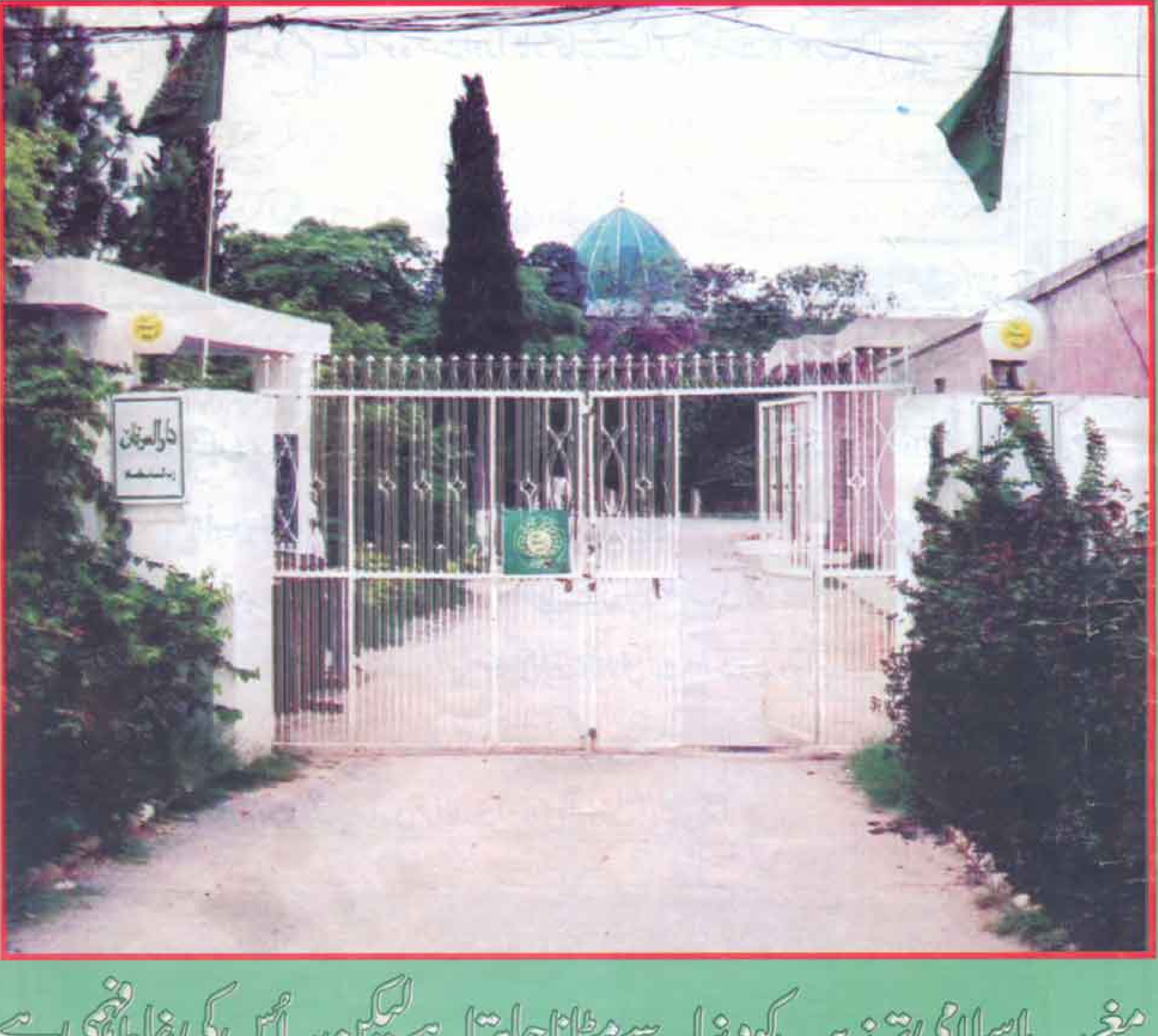

مغرب اسلامی تہذیب کو دنیا سے مٹانا چاہتا ہے لیکن یہ اُس کی غلط فہمی ہے

امیر محمد اکرم اعوان کا تازہ ترین انٹرویو

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ المرشد

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خان مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ، شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ستمبر 2006ء رجب/شعبان

جلد نمبر 28 | شمارہ نمبر 2

مدیر

چوہدری محمد اسلم

جوائنٹ ایڈیٹر: ضمیر حیدر

سرکولیشن منیجر: رانا جاوید احمد

کمپیوٹر ڈیزائننگ اینڈ لے آؤٹ

رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شمارہ 25 روپے

LRL # 41

فہرست

اداریہ	محمد اسلم	3
کلام شیخ	سیماب اویسی	4
اقوال شیخ	انتخاب	5
انٹرویو امیر محمد اکرم اعوان	محمد اسلم۔ضمیر حیدر	6
بیعت کی ضرورت و اہمیت	امیر محمد اکرم اعوان	11
اکرم التفاسیر	امیر محمد اکرم اعوان	18
سوال وجواب	امیر محمد اکرم اعوان	27
برکات رمضان	امیر محمد اکرم اعوان	31
کچھ حدود آرڈیننس کے بارے میں	مولانا محمد صدیق ارکانی	39
عصر حاضر کی پہلی بیانیہ تفسیر	پروفیسر احمد عبداللہ	45
تعارف کتب	۔	47
ذکر الٰہی کے فوائد	آصف محمود	48
غبارِ راہ (سلسلہ وار)	امیر محمد اکرم اعوان	51
اطلاع	۔	56

انتخاب جدید پریس۔لاہور 042-6314365 ناشر۔پروفیسر عبدالرزاق

بدل اشتراک

پاکستان	250روپے سالانہ
بھارت، سری لنکا، بنگلہ دیش	
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100ریال
برطانیہ۔یورپ	35اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60امریکن ڈالر
فارایسٹ اور کینیڈا	60امریکی ڈالر

رابطہ آفس=ماہنامہ المرشد اے۔ٹی۔ایم بلڈنگ پل کوریاں، سمندری روڈ فیصل آباد فون 041-2668819

0301-6045981 موبائل Web Site: WWW.alikhwan.org.pk E-Mail:info@alikhwan.org.pk

سرکولیشن آفس= ماہنامہ المرشد اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

"قرآن حکیم کو اس نیت سے پڑھو کہ میرا پروردگار مجھ سے باتیں کر رہا ہے"۔

اچھوتے انداز اور منفرد طرزِ تحریر کی حامل

تفسیر قرآن حکیم اسرار التنزیل سے اقتباس

اسلامی معیشت یا اسلام کا معاشی نظام: اسلام نے معاش کو انسانی اداروں کے سپرد نہیں کیا کہ وہ طے کریں کہ کس کی ضروریات کیا ہیں اور انہیں کیسے پورا کیا جائے یا وسائل پیداوار حکومت کے سپرد ہوں اور وہ سب کو برابر تقسیم کر دے کہ عملاً ایسا ممکن نہیں۔ اسلام نے ہر آدمی کو اس کی استعداد کے مطابق اس کا حق دیا ہے اور جس کو جتنا حق دیا ہے اس پر اتنے فرائض بھی رکھے ہیں اس طرح انسان ایک دوسرے کے محتاج ہیں ایک ہنرمند مزدور کا محتاج ہے اور مزدور ہنرمند کا کہ نقشہ تو انجینئر نے بنا دیا مگر اسے اینٹ گارے سے مکان کی شکل دینا مستری اور مزدور کا کام ہے پھر یہ سب ملکر اس مالدار یا مالک مکان کے محتاج ہیں جو سرمایہ مہیا کرے اب یہاں سب سے زیادہ بوجھ مزدور نے ڈھویا اس سے کم بوجھ مستری پر پڑا اور انجینئر نے محض کاغذ پہ لکیریں کھینچیں مگر اجرت انجینئر کو زیادہ ملی مستری کو اس سے کم اور مزدور کو اس سے کم۔ اشتراکیت نے اسے غلط کہا مگر اسلام نے انجینئر کی عمر بھر کی تعلیم اور اس کی محنت کو شامل رکھ کر اس کی درجہ بندی کی۔ مستری نے کام سیکھنے پہ جو مشقت اٹھائی وہ شمار کی اور ان کے مقابلے میں مزدور کی صرف وقتی قوت و محنت لگی لہٰذا یہی حق ہے کہ جس پر جس قدر فرض اور ذمہ داری کا بوجھ ہے وہ اتنا پا لے گا ہاں اگر اشتراکیت چاہے بھی تو تقسیم برابر نہیں کر سکتی کہ انسانی استعداد اس کی عقلی اور ذہنی رسائی اس کا کام کے ساتھ خلوص اور دیانت و امانت بھلا کیسے ماپا جا سکتا ہے نیز اس کے میلان طبعی کے خلاف اس سے کام لینا محال اور انسانی تقسیم ہر ایک کو اس کے میلان کے مطابق دینے سے قاصر جب کہ قدرتی تقسیم میں ہر فرد اپنی پسند سے اپنے میلان طبع کے مطابق کام اختیار کرتا ہے اور عجیب بات ہے کہ ہر کوئی خوش ہے سیاستدان اپنی جگہ دفتر کا بندہ اپنی جگہ اور کاشتکار اپنی مشقت پہ نازاں ہے اسی طرح اسلام نے سرمایہ دارانہ نظام کو بھی رد کر دیا اور ناجائز وسائل سے دولت جمع کرنے کو منع کر دیا ذخیرہ اندوزی جوا سٹہ اور سود وغیرہ کو حرام قرار دے کر جائز آمدنی پر بھی زکوٰۃ و عشر جیسے واجبات اور صدقات پر ثواب کا وعدہ دے کر مال کے ایک جگہ جمع ہونے کو روکا یوں دونوں کے درمیان ایک معتدل راستہ قائم کیا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

مرد قلندر کا انتظار!

افغانستان اور عراق کو تباہ کرنے کے بعد امریکہ اور اسرائیل نے اسلامی ملک لبنان پر آگ برسا کر اُمت مسلمہ کو ایک نئے کرب اور اذیت ناک امتحان میں مبتلا کر دیا ہے۔ دنیا بھر میں مسلمان اسرائیل کی جارحیت اور بربریت پر تڑپ اٹھے ہیں۔ اُمت مسلمہ کے شدید ردعمل کے برعکس مسلم ممالک کی حکومتیں لبنانی مسلمانوں کے زخموں پر مرہم رکھنے کی بجائے فقط بے جان اور رسمی قرار دادیں پاس کرنے تک محدود رہی ہیں۔

اس صورتحال نے عام مسلمانوں کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے اُمت مسلمہ ایک طرف امریکہ اور اسرائیل کی حد سے بڑھتی ہوئی فرعونیت کو دیکھ رہی ہے تو دوسری جانب مسلم حکمرانوں کی بے حسی بھی اسے شدید کرب میں مبتلا کئے ہوئے ہے۔

اِدھر امریکہ اور مغربی طاقتیں ابھی تک اس حقیقت کا اعتراف نہیں کر سکیں کہ مسلم اقوام کے خلاف ان کی یک طرفہ کارروائیاں مسلمانوں میں انتقام کے جذبے کو ابھارتی ہیں۔ عام لوگ ٹی وی پر دیکھتے ہیں کہ کس طرح سے نہتے اور بے گناہ مسلمانوں کو بمباری کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ انسانی حقوق کا دعوے دار مغرب خون مسلم کی اس ارزانی پر مکمل خاموشی اختیار کئے ہوئے ہے۔ کسی کتے یا بلی کے مر جانے پر شور مچانے والے مغربی عوام افغانستان، عراق، فلسطین، کشمیر اور لبنان میں انسانوں کا قتل عام کیسے برداشت کر لیتے ہیں۔ دہشت گردی کو اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ قرار دینے والے اس خطرے کی بنیادی وجہ بننے والے بین الاقوامی مسائل کو منصفانہ طور پر حل کیوں نہیں کرواتے۔

امریکی اور یورپی عوام انتخابات کے ذریعے ایسی قیادت کو کیوں منتخب نہیں کرتے جو ان مسائل کو حل کریں اور اس طرح دنیا سے بے انصافی کے خاتمے کی طرف حقیقی پیشرفت ممکن ہو سکے۔

ان حالات میں دنیا بھر کے مسلمان کسی نجات دہندہ کے منتظر ہیں اور صلاح الدین ایوبی کو تلاش کر رہے ہیں حقیقت حال بھی یہی ہے کہ اس وقت دنیا کو کسی ایسے مرد قلندر کی ضرورت ہے جو ظلم کا راستہ روکے اور مسیحا بن کر انسانیت کے رستے ہوئے زخموں پر مرہم رکھنے کا اہتمام کر سکے۔

مدیر

www.naqshbandiaowaisiah.com

کلامِ شیخ

سیماب اویسی

امیر محمد اکرم اعوان، سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

گردِ سفر — نشانِ منزل

کونسی ایسی بات ہوئی ہے — سوچ سمندر

متاعِ فقیر — آس جزیرہ — دیدہ تر

آپ کی شاعری کیا ہے؟

فرماتے ہیں۔

"میری شاعری میری کیفیات اور میرے جذبات کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہ اشعار کیسے ہیں؟ ان کا معیار کیا ہے بلکہ یوں کہئے کہ یہ اشعار ہیں یا نہیں، اس کی مجھے خبر نہیں، اس لئے کہ میں نے یہ فن سیکھا ہے اور نہ اس کے اسرار و رموز۔ میں نے بہت سکھایا کم، سب کچھ محض اپنے عظیم شیخ کی توجہ اور نگاہ کا حاصل ہے۔

اگر ان اشعار میں واقعی کوئی کمال نظر آئے تو یہ اللہ کی عطا اور شیخ المکرّم کا فیض نظر ہے اور اس کے سارے سقم کی ذمہ داری میری کمزوریوں کا نتیجہ ہے۔

اللہ کرے میں جو چاہتا ہوں وہ کہہ سکا ہوں اور جو کہہ گیا ہوں وہ کسی کی سمجھ میں آ سکے تو میں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا کہ بندہ صرف بات پہنچا سکتا ہے باقی سب توفیقیں اللہ کو ہیں۔"

غزل

میں اگر چاہوں بھی تو وہ بات نہ کہہ پاؤنگا
تو جسے میری زباں ہی سے سنانا چاہے

دل تو جلتا ہے تیرے ہجر میں برسوں سے مگر
تو اسے اور بھی شدت سے جلانا چاہے

ہم کہ جیتے ہیں تیری زلف کے قیدی بن کر
اس پر تو طوق کے خم اور بڑھانا چاہے

ہم تجھے یاد دلاتے ہیں جو بیتی گھڑیاں
کیا اسی یاد کو تو دل سے بھلانا چاہے

وہ کہ جس بات سے روٹھا ہے زمانہ مجھ سے
دل وہی بات زمانے کو سنانا چاہے

زاہد گوشہ نشیں نے مجھے پاگل جانا
دل اسے آج تیرے سامنے لانا چاہے

گھٹ کے مرنے جانے کا سیماب نہیں ہے قائل
سر ہتھیلی پہ ہے مقتل کو سجانا چاہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

اقوالِ شیخ

1- ہر اصل کے ساتھ نقل کا وجود ہے یہاں تک کہ اللہ کے مقابلے میں خدائی کے جھوٹے دعویدار، انبیاء کے مقابلے میں کذاب اور اولیاء کے مقابلے میں نقال ہمیشہ رہے۔

2- دین کے علم کی بنیاد تزکیہ پر ہے اگر تزکیہ نصیب نہ ہو تو مشاہدہ یہ ہے کہ دینی علم بھی محض حصول دنیا کا سبب بن جاتا ہے۔ اس تزکیہ کا نام تصوف ہے آپ اسے ترجمہ کہہ لیں یا متبادل لفظ بہرحال مقصد دل کی صفائی ہے۔

3- ذکر قلبی اور حیات قلبی کی جستجو میں نکلنے کے بعد گناہ کی کڑواہٹ محسوس ہوتی ہے نیکی کی لذت اور اس کی شیرنی محسوس ہوتی ہے۔ ذکر میں آنے سے پہلے اور اس کے بعد نمازوں میں فرق محسوس ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دل وہ شے ہے جو اس مٹھاس کو محسوس کرتا ہے جب ہم ان کی حیات کی طرف چلتے ہیں۔

4- جب روح میں زندگی آجاتی ہے تو جس طرح جسم زندہ ہو، صحت مند ہو تو اسے کھانے کی بھوک لگتی ہے اسی طرح جب روح میں صحت اور تازگی آجاتی ہے تو اسے ذکر واذکار کی، عبادت کی، رکوع وسجود کی بھوک لگتی ہے۔

5- ہمارا حال یہ ہے کہ ہم کسی نیک آدمی کے پاس نیکی لینے کے لئے کم ہی جاتے ہیں جہاں سمجھ میں آئے کہ وہاں کوئی نیک آدمی رہتا ہے جو اللہ کا مقرب ہے، نیک ہے اللہ اللہ کرتا ہے اس کے پاس بھی ہم دنیا ہی کی خواہشات لے کر جاتے ہیں دین کی غرض لے کر بہت کم لوگ جاتے ہیں اور یہ بڑی عجب بات ہے کہ عموماً اہل اللہ خود دنیوی مسائل میں مبتلا رہتے ہیں۔

6- ایمان کامل وہ ہوتا ہے جو انسان کو توفیق عمل ارزاں کر دے اور عمل صالح وہ ہوتا ہے جو اللہ کے حکم اور سنت خیر الانام کے مطابق ہو۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

امیر المکرّم مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ کا تازہ ترین انٹرویو

انٹرویو پینل محمد اسلم ضمیر حیدر

3 اگست 2006ء کو جب اسرائیلی طیارے لبنان پر آگ برسا رہے تھے ماہنامہ المرشد کی ٹیم دارالعرفان منارہ پہنچی۔ دارالعرفان منارہ میں سالانہ اجتماع جاری تھا اور احباب کی کثیر تعداد لبنان کی تباہی پر دل گرفتہ ذکر وفکر میں مشغول تھی۔ امیر المکرّم مولانا محمد اکرم اعوان دارالعرفان کے سامنے واقع ''ڈیرہ'' پر زمیندار دوستوں کے ساتھ موجود تھے۔ اس ''ڈیرہ'' پر المرشد کی ٹیم نے امیر المکرّم سے ملاقات کی اور دو گھنٹوں پر مشتمل ایک طویل نشست میں بہت سے قومی اور بین الاقوامی امور پر سیر حاصل گفتگو کر کے بہت سے سوالات کے جواب حاصل کئے۔ قارئین المرشد کے استفادہ کے لئے یہ گفتگو پیش خدمت ہے (ادارہ)

سوال: اسرائیل نے دو فوجیوں کے اغوا کو جواز بنا کر لبنان کی سول آبادی پر جس طرح وحشیانہ بمباری کی ہے اور عرب ممالک کو للکارا ہے۔ اس کے پس پشت کیا مقاصد کارفرما تھے؟

جواب:- پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کس کے پاس ثبوت ہے کہ دونوں فوجی واقعی اغوا ہوئے ہیں! اسرائیل کی لبنان پر بربریت کے محرکات دراصل یہ ہیں کہ وہ مسلم دنیا کا ردعمل دیکھنا چاہتے تھے۔

سوال:- لبنان پر اسرائیلی جارحیت کا انجام کیا ہوگا؟

جواب:- قراردادیں آئیں گی، مفاہمت ہوگی، جو مسئلہ ۲۲ دن میں حل نہ ہو سکا وہ ۲۲ سال میں بھی نہیں ہوگا۔

سوال:- لبنان میں بین الاقوامی فوج تعینات کرنے کے منصوبہ پر آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب:- بین الاقوامی فوج لبنان میں کیوں آئے بین الاقوامی فوج وہاں جاتی ہے جہاں حکومت اور عوام میں لڑائی ہو۔ لبنان کے اندر حکومت اور عوام میں تو کوئی لڑائی نہیں وہاں تو بیرونی جارحیت ہوئی اور بدترین جارحیت ہوئی۔ ایک چھوٹے سے ملک نے انہیں ایسی مزاحمت اور ہزیمت سے دوچار کیا ہے کہ اب وہ شرمندگی اور رسوائی کو چھپانے کے لئے ادھر اُدھر کی ہانک رہے ہیں اور دنیا کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ لبنان میں بہت بڑا خطرہ ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال:- کیا امریکہ ایران پر بھی حملہ کر سکتا ہے؟

جواب:- میری ذاتی رائے یہ ہے کہ وہ ایران پر کبھی حملہ نہیں کرے گا بلکہ میرا تو یہ خیال ہے کہ وہ ایران کو سپورٹ کر رہے ہیں۔ اس طرح وہ ایران کو خطہ میں مضبوط کر کے ''مڈل ایسٹ'' پر کنٹرول رکھنا چاہتے ہیں۔ میں جب بھی ایران کے صدر کے بیانات سنتا ہوں تو مجھے یہ سمجھ آتی ہے کہ یہ ''سمجھوتے'' کے بیان ہیں' جھگڑے کے بیان نہیں ہیں' کیونکہ جھگڑے کے بیان محتاط ہوتے ہیں اس طرح نہیں کہا جاتا کہ ''کرلو جو کرنا ہے''۔ دوسرا یہ ہے کہ امریکہ کو افغانستان اور عراق میں لگنے والے زخم ابھی ماند نہیں پڑے' امریکی عوام بھی جنگ سے بچنا چاہتے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ ایران پر حملہ نہیں کرے گا۔

سوال:- امریکہ' افغانستان اور عراق میں مار کھا رہا ہے لیکن پھر بھی وہاں سے اپنی افواج کو واپس کیوں نہیں منگوا رہا؟

جواب:- یہ بالکل درست ہے کہ افغانستان اور عراق میں امریکہ بُری طرح مار کھا رہا ہے اور مزید مار کھائے گا۔ صدر بش کی سوچ کو جہاں تک میں نے سمجھا ہے وہ صلیبی جنگ لڑ رہا ہے۔ اپنے تعیں وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ میں نیکی کر رہا ہوں اور صلیب کو غالب کرنے کے لئے جنگ لڑ رہا ہوں اسے اس سے کچھ غرض نہیں کہ امریکہ تباہ ہو رہا ہے یا بیرونی دنیا کیا سوچ رہی ہے۔

سوال:- امریکی سینٹ کے اراکین نے صدر بش پر عراق سے امریکی فوج واپس بلانے پر زور دیا ہے؟۔

جواب:- یہ تو ان کے نظریات ہیں مگر عملی طور پر جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ صلیب کو غالب کرنے کے لئے ہی کر رہے ہیں۔ جب تک بش رہے گا یہ جنگ رہے گی شائد صدر بش کے بعد جو بندہ آئے وہ اس جنگ کو روک دے۔

سوال:- مسلم عوام اور مسلمان حکمرانوں کے درمیان امریکہ کے حوالے سے متضاد رویہ ہے۔ اس پر آپ کیا کہیں گے؟

جواب:- یہ تو ایک حقیقت ہے کہ مسلم عوام امریکہ کے خلاف ہیں ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام مسلم ممالک کے عوام امریکہ کو ناپسند کرتے ہیں لیکن امریکہ کو . . زی یہ ہے کہ مسلم حکومتیں امریکہ کے حق میں ہیں' لبنان کے حالیہ معاملہ ہی کو دیکھ لیں کوئی مسلم حکومت یہ کہنے کو تیار نہیں کہ اگر جنگ بندی نہ ہوئی تو ساری مسلم دنیا اس میں شامل ہو

www.naqshbandiaowaisiah.com

جائے گی۔سب اسلامی ممالک بے جان قراردادیں پاس کررہے ہیں۔

سوال:- مسلم ممالک ایک نہیں ہیں لیکن مغربی ممالک اکٹھے ہیں۔اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب:- مغربی ممالک کے مفادات جدا جدا ہیں مگر اُن کا کلچر ایک ہے۔اُن کے باہمی اختلافات بھی ہوتے ہیں لیکن کلچر کی یکسانیت انہیں یکجا رکھتی ہے۔

ہمارے مسلم حکمران سمجھیں یا نہ سمجھیں، دانشور سمجھیں یا نہ سمجھیں، مغرب کو یقین ہے کہ اسلام ختم نہیں ہوا۔وہ جانتے ہیں کہ اُن کا اور اسلام کا تہذیبی فرق ہے وہ چاہتے ہیں کہ ہم شوق سے مسلمان رہیں لیکن تہذیبی طور پر ہم اُن کے ساتھ ہوں۔یہ وہ سمجھوتہ ہے جو مکے والے بھی چاہتے تھے کہ سب مذاہب اکٹھے رہیں مگر سسٹم کو نہ چھیڑا جائے، نمازیں پڑھتے رہیں، روزے رکھتے رہیں مگر جو سسٹم رائج ہے وہ جوں کا توں رہے۔وہ مسلمانوں کے دوبارہ عروج سے خائف ہیں۔

ایک زمانہ میں برطانیہ پر بھی مسلمانوں کا قبضہ تھا، آکسفورڈ کی بنیاد مسلمانوں نے ہی رکھی۔آدھے سے زیادہ امریکہ پر ہسپانیہ کے مسلمانوں نے حکومت کی اور پورے ویسٹ امریکہ میں اسلام کے نشان آج بھی موجود ہیں۔وہ خوب جانتے ہیں اگر اسلام کی واپسی ہوئی تو ہماری تہذیب دب کر رہ جائے گی۔

سوال:- لبنان پر اسرائیلی جارحیت سے پہلے جنرل (ر) اسلم بیگ کا کہنا تھا کہ عراق اور افغانستان میں ہزیمت اٹھانے کے بعد امریکہ مسلمانوں کے ساتھ مفاہمت چاہتا ہے۔اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب:- امریکہ مفاہمت کی بات تو کرتا ہے لیکن مسئلہ یہیں آکراٹکتا ہے کہ دو تہذیبیں، دو کلچر برسرِ پیکار ہیں ایک وہ ہے جو مغرب کے پاس ہے دوسرا اسلام کے مطابق ہے دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں، مغرب یہ چاہتا ہے کہ لوگ شوق سے مسلمان رہیں، خدا کو مانیں، عبادات اپنے انداز میں کرتے رہیں لیکن طرزِ حیات اور امورِ دنیا ہمارے ساتھ مل کر کریں، افغانستان پر حملے کے پیچھے بھی یہی سوچ تھی۔میں نے خود صدر بش کو ٹی وی پہ یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔

They were going to destroy our Culture around the Globe.

صدر بش کے اس جملے کا مطلب یہ تھا کہ وہ اسلام کو خطرہ سمجھتے ہیں۔

سوال:- کچھ دانشوروں نے جنرل پرویز مشرف کو طویل خط لکھا ہے، اس پر آپ کیا کہیں گے؟

جواب:- سوال پیدا ہوتا ہے کہ جتنے دانشوروں نے خط لکھا جب یہ دانشور کلیدی عہدوں پر فائز تھے تو خود انہیں اس

www.naqshbandiaowaisiah.com

کی سمجھ کیوں نہیں آئی۔ جب ان کے پاس عہدے اور اختیارات تھے تو خود انہوں نے وہ سب کچھ کیوں نہیں کیا جس کا آج مشورہ دے رہے ہیں۔ کمال ہے! جب خود گاڑی کے سٹیرنگ پر تھے تو کچھ سمجھ نہیں آئی نیچے اُتر کر دوسرے کو مشورہ دینا شروع کر دیا یہ دانشوری کم از کم میری سمجھ سے بالاتر ہے!

سوال:- کیا یہ درست ہے کہ امریکہ کے دانشور اور مفکر بھی انسانیت سے زیادہ اپنے مفادات کا خیال رکھتے ہیں؟

جواب:- امریکہ تو ہم سے بہت دور ہے ہمارے پڑوس میں ہندوستان ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم سے زیادہ وہ اپنے قومی مفادات کا خیال رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ 100 کروڑ کی آبادی میں آج تک مارشل لا نہیں آیا۔

سوال۔ پاکستان میں یہ تاثر عام ہے کہ امریکہ نے پرویز مشرف حکومت سے ہاتھ اٹھالیا ہے؟

جواب۔ امریکہ بھی مخلوق ہے اور یہ خالق کے اپنے کام ہیں کس کو اقتدار دیتا ہے اور کس سے چھین لیتا ہے۔ ہم نے خواہ مخواہ امریکہ کو اہمیت دے رکھی ہے۔ ہمارے ہاں رواج ہو گیا ہے کہ میاں بیوی کا جھگڑا ہو تو اس میں بھی ہم امریکہ کو موردِ الزام ٹھہرا دیتے ہیں۔ امریکہ ہمارا کیا بگاڑ لے گا۔ اول روز سے امریکہ کے ہاں ہماری ''ریڈ انٹری'' ہے۔

سوال:- اگر امریکہ اتنا قصوروار نہیں تو ہماری موجودہ تباہ حالی کا ذمہ دار کون ہے؟

جواب:- ہم خود اُس نظام کو لانا نہیں چاہتے۔ اب دیکھیں پاکستان میں بلاسودی بینکاری شروع ہوگئی ہے' بینک بن گئے ہیں لیکن کیا سرمایہ داروں نے سود کھانا چھوڑ دیا ہے!......اب اس میں امریکہ کا کیا قصور ہے' ہم خود کلمہ پڑھنا نہیں چاہتے۔ ہم زندگی فرعون کی جینا چاہتے ہیں لیکن موت موسیٰؑ کی چاہتے ہیں۔ امریکہ تو اپنے نظریات کا تحفظ کر رہا ہے' لیکن پاکستانی سرمایہ کاروں کا ہاتھ کیا امریکہ نے پکڑا ہوا ہے ملک میں سود بند ہو جاتا تو ایک بہت بڑا کام ہو جاتا۔ ہم اپنی خطائیں شیطان کے ذمہ لگا کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ میں نمازیوں کو دیکھتا ہوں ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کی عمر 100 سال سے اوپر ہے اور تہجد گزار بھی ہیں لیکن بینک سے جو سود آتا ہے گزارا اُس پر کر رہے ہیں۔ انہیں سود سے بچنے کی گزارش کی جائے تو کہتے ہیں کہ ''ہماری مجبوری ہے۔'' میرے خیال میں اپنی تباہی کے ہم خود ذمہ دار ہیں لیکن الزام دوسروں کے سر تھوپتے ہیں۔

سوال:- انڈیا سے بہتر تعلقات کی جو کوششیں ہو رہی ہیں اس کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں اور آپ کے خیال میں کشمیر کا مسئلہ کیسے حل ہوگا؟

www.naqshbandiaowaisiah.com

جواب :- اصل بات یہ ہے کہ کشمیر کا جو حصہ پیسے دینے والا ہے وہ انڈیا کے پاس ہے۔ مقبوضہ کشمیر کی زراعت میں زعفران شامل ہے۔ وہاں پھل، جواہرات اور دیگز بے شمار نعمتیں ہیں، ہندوستان میں مشرقی پنجاب اور کشمیر دو مقامات ہیں جن پر ہندوستان کی زراعت کا تمام تر انحصار ہے، ہندوستان کشمیر کو کسی قیمت نہیں چھوڑے گا کیونکہ پھر وہ بھوکا مرے گا۔ کشمیر کا مسئلہ صرف کوشش سے حل نہیں ہوگا۔ ملک جو ہوتے ہیں وہ بزور بازو رکھے جاتے ہیں۔ کشمیر انشاء اللہ "غزوہ ہند" کے ذریعے آزاد ہوگا۔

سوال:- جنرل الیکشن میں کیا بے نظیر بھٹو اور نواز شریف کو وطن واپس آنے کی اجازت مل جائے گی؟

جواب:- پہلی بات تو یہ ہے کہ بے نظیر اور نواز شریف باہر گئے کیوں تھے!

آپ سولہ کروڑ کی آبادی پر حکومت کرتے ہیں مگر جب تکلیف آتی ہے تو یورپ اور عرب کے مہمان خانوں کا لطف اٹھانے نکل جاتے ہیں اور عوام کو تنہا چھوڑ جاتے ہیں۔ قوم روتی رہتی ہے اور آپ پھر حکومت کرنے آجاتے ہیں۔ بی بی کا معاملہ تو یہ ہے کہ اُس کے پاس حکومت ہو تو یہاں رہتی ہے۔ حکومت نہ ہو تو پاکستان میں رہنا بھی پسند نہیں کرتی۔ نواز شریف جیل برداشت نہ کرسکا آج تک اگر جیل میں ہوتا تو لوگ جیل توڑ کر نکال لیتے۔

سوال:- موجودہ حالات میں "الاخوان" کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب :- الاخوان کو موجودہ حالات سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ خود کو منظم کر کے سیاست میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے، ہمارے ذمہ حکومت کو ہٹانا نہیں ہے۔ بہتری کے لئے کوشش کریں۔ خود عمل کریں دوسروں کو تلقین کریں۔ آگے آئیں اور خود کو بہتر ثابت کریں۔

..................☆☆☆..................

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

بیعت کی ضرورت اور اہمیت

جہاں تک میرا خیال ہے آج کے مسلمان کو نہ بیعت کی ضرورت ہے نہ اُس کیلئے بیعت کی کوئی اہمیت ہے لیکن کیونکہ یہ صرف میری ذاتی رائے ہے یہ کوئی دینی مسئلہ نہیں ہے تو مجبوری یہ ہوتی ہے جب کوئی پوچھتا ہے تو بتانا پڑتا ہے۔

امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 9-07-2006

الحمد اللہ رب العلمین.

والصلوۃ والسلام علیٰ حبیبہ محمد و الہ واصحابہ

اجمعینo

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم .

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الذین یبا یعونک انما یبایعون اللہ . ید اللہ فوق اید یھم. فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسہ ومن اوفی بماعھد علیہُ اللہ فسیو یتہِ اجراً عظیماًo (الفتح ۱۰)

اللھم سبحنک لاعلملنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم.

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علیٰ حبیبک من زانت بہ العصروٗا

یہ بڑی عجیب بات ہے کہ لوگ سارا دن ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ یہ کہانی جھوٹ ہوتی ہے فرضی ہوتی ہے یہ ڈرامہ گھڑا ہوا ہوتا ہے ہر فلم کسی کی لکھی ہوئی ہوتی ہے حقیقی واقعات نہیں ہوتے، جھوٹ ہوتا ہے لیکن بڑے اہتمام سے دیکھا جاتا ہے اور آجکل تو خبریں بھی عموماً جھوٹی ہی ہوتی ہیں۔ ننانوے فیصد تو خبریں بھی جھوٹی ہوتی ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ کم از کم خبریں تو سچ ہوتی تھیں۔ اب تو وہ بھی جھوٹ ہوتی ہیں وہ بڑی باقاعدگی سے دیکھی جاتی ہیں۔ بے شمار رسالے چھپتے ہیں جن میں ناول افسانے پڑھنے والے بھی جانتے ہیں لکھنے والے بھی جانتے ہیں کہ سارا جھوٹ ہے وہ ہزاروں کی تعداد میں چھپتے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں ہیں وہ بکتے بھی ہیں لوگ پڑھتے بھی ہیں اخبار چار چار پانچ پانچ روزانہ پڑھتے ہیں اور پتہ ہوتا ہے کہ یہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک سب افسانہ ہے سب جھوٹ ہے بات کو توڑ مروڑ کر لکھا جاتا ہے حقائق کچھ ہوتے ہیں لکھا کچھ جاتا ہے بلکہ اب تو بلیک میلنگ کے لئے استعمال ہوتے ہیں اور لوگوں کو پریشان کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں وہ سارے پڑھے جاتے ہیں لیکن اگر نہیں پڑھا جاتا تو دین۔ دینی کتابیں، دینی رسائل، یا ضروریات دین۔ جن سے ہم کو روز سابقہ پڑتا ہے اُنہیں کوئی نہیں پڑھتا۔ کتنی عجیب بات ہے کہ روز مرہ کی زندگی میں جن باتوں سے ہمیں سابقہ پڑتا ہے شرعاً فرائض کا جاننا فرض ہے جس کام کا کرنا فرض ہے اُس کا جاننا بھی فرض ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

'سنت کا جاننا بھی سنت ہے' واجب کا جاننا واجب ہے' مستحب کا جاننا مستحب ہے' جو حکم کرنے کا ہے وہی حکم جاننے کا ہے کہ اگر جانے گا نہیں تو کرے گا کیسے۔ تو ضروریات دین جو روزمرہ کے معمولات میں پیش آتی ہیں اُن کا جاننا تو ضروری ہے لیکن کوئی نہیں جانتا اور ہم جاننے کی کوشش نہیں کرتے ہمارے پاس ہر کام کے لئے وقت ہوتا ہے اگر نہیں ہوتا تو صرف دین کو سمجھنے کے لئے فرصت ہی نہیں ہے وقت ہی نہیں ہے نصف صدی ہوگئی اس موضوع پہ بات بھی ہوتی ہے اور دلائل السلوک سے لیکر چھوٹے چھوٹے رسالوں تک ہر جگہ یہ بات لکھی ہوئی بھی ہے کہ ضرورت کیا ہے اور اس کی اہمیت کیا ہے؟ لیکن سوالِ پھر یہی ہوتا ہے "جی! بیعت کیا ہوتی ہے؟ اُس کی ضرورت کیا ہے؟ اس کی اہمیت کیا ہے؟۔"

جہاں تک میرا خیال ہے اس کا سادہ سا جواب تو یہ دینا چاہیے کہ آج کے مسلمان کو نہ بیعت کی ضرورت ہے اور نہ اُس کے لئے بیعت کی کوئی اہمیت ہے یہ میری ذاتی رائے ہے۔ میری جو ذاتی رائے ہے وہ یہ ہے کہ آج کے لوگوں کو نہ بیعت کی ضرورت ہے نہ اُن کے لئے بیعت کی کوئی اہمیت ہے لیکن کیونکہ یہ صرف میری ذاتی رائے ہے یہ کوئی دینی مسئلہ نہیں ہے تو مجبوری یہ ہوتی ہے جب کوئی پوچھتا ہے تو بتانا پڑتا ہے لیکن بار بار وہی بات اُنہی لوگوں کو بتانا جنہوں نے اُس پر عمل نہیں کرنا ہوتا وہ کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے جب کہ پتہ ہوتا ہے کہ لوگوں نے صرف سوال کیا ہے اس پر عمل نہیں کریں گے۔ جاتے جاتے یہاں سے گیٹ سے نکلیں گے کوئی کہہ دے گا یہ ذکر تو بدعت ہے اس "کوئی" کا نام نہیں ہے اس کا نام کیا ہے یہ نہیں پوچھیں گے۔ یہ نہیں پوچھیں گے کہ وہ کس مکتب فکر سے ہے مسلمان ہے بھی یا نہیں یہ بھی نہیں پوچھیں گے کہ اُس کا عقیدہ کیا ہے آیا وہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کا بھی قائل ہے یا نہیں یہ بھی نہیں پوچھیں گے یہ لکھ دیں گے خط میں کہ جی کوئی کہہ رہا تھا اب اس "کوئی" کی کوئی تعین نہیں ہے۔

یعنی جس شخص سے آپ نے بیعت کی ہے اس کی بات کا تو کوئی وزن نہیں ہے لیکن جو راستے میں مل گیا ہے کوئی اس کوئی کی بات کا وزن ہے۔ حضرت صاحب یہ پیر صاحب یہ سوال داغا گیا توپ چلادی گئی۔ جی بتاؤ کیسی عجیب بات ہے اور جتنے اس طرح کے سوال آتے ہیں ای میل میں بھی آتے ہیں وہاں بھی یہی ہوتا ہے

SOMEONE TOLD ME, SOME BODY SAYS

WHO IS THAT BLOODY SOME ONE

NO BODY KNOWS WHO IS THAT SOME BODY

کوئی ڈیفینیشن نہیں ہے کوئی نام پتہ نہیں ہے کوئی آگا پیچھا نہیں ہے یہ نہیں پوچھا ہے اور راستے میں کوئی ملتا ہے وہ کہتا ہے تمہارا باپ تمہارا حقیقی باپ نہیں ہے۔ آپ باپ کو چٹھی لکھ دیں گے۔ کوئی تو کہہ سکتا ہے حالانکہ صرف اللہ جانتا ہے کہ کون کس کی اولاد ہے ہمارے پاس صرف والدین کے نکاح کا ثبوت ہے اس لئے ہم باپ کے بیٹے ہیں لیکن کوئی مجال ہے اس پر کوئی سوال کرے تو سہی اور بیعت جو خود آپ کی ہے اس کے بارے جب کوئی کہتا ہے تو فوراً کہتے ہیں "اوہ جی! کوئی کہہ رہا تھا کوئی کہہ رہا تھا یہ بدعت ہے کوئی کہہ رہا تھا اس کی ضرورت نہیں ہے پتہ نہیں وہ کوئی کون ہے اور یہ سوال پلٹ پلٹ کر اس کوئی کی وجہ سے آتا ہے تو چلو ایک بار پھر سہی اس لئے کہ ہماری تو نوکری ہے مجبوری ہے انکار نہیں کر سکتے اس لئے نہیں کہ بہت سے لوگ بیعت ہو جائیں۔ لوگوں کی ضرورت نہیں اس لئے کہ مجبوری

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے نوکری ہے نوکری سے نہ نکالے جائیں چونکہ جو اس نوکری سے نکالا جاتا ہے پھر اس کے لئے دونوں جہانوں میں کوئی جائے پناہ نہیں رہتی

بیٹھنے کون دے گا پھر اس کو
جو تیرے آستاں سے اٹھتا ہے

بیعت ایک مسنون طریقہ ہے نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے بیعت لی دین پر استقامت کی بیعت کہ عقائد و اعمال میں شریعت کی پیروی کریں گے اور عقائد اور اعمال کو سیکھیں گے۔ بیعت ایک تعلق ہے جو دلوں کو دلوں سے جوڑتا ہے جو بندے کو اپنے شیخ سے مانوس کرتا ہے اس کے دل کو شیخ کے دل کے قریب لاتا ہے ایک اُنس پیدا ہوتا ہے ایک تعلق بنتا ہے ایک رشتہ بنتا ہے اور حصول فیض کے لئے اُنس قلبی شرط ہے جب تک دل کو دل سے راہ نہیں ہوگی۔ برکات کا حصول ممکن نہیں ہے تو نبی کریم ﷺ سے جن حضرات نے بیعت کی وہ بڑے عجیب لوگ تھے اور علماء حق کا یہ ارشاد ہے کہ جس طرح اللہ کریم نے نبی پاک ﷺ کو عظمتوں کے ساتھ پیدا فرمایا اس طرح عجیب عظمتوں کے حامل لوگ آپ ﷺ کی صحبت کے لئے بھی تخلیق فرمائے۔ وہ خصوصی طور پر بنائے گئے لوگ تھے جو حضور ﷺ کی صحبت کے لئے پیدا کئے گئے۔

فضائل مدینہ منورہ میں "جذب القلوب" میں شاہ صاحب فرماتے ہیں مدینہ منورہ کے فضائل لکھتے ہوئے کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جہاں کا کسی کا خمیر ہوتا ہے وہاں وہ دفن ہوتا ہے تو مدینہ شریف کے باقی فضائل کے ساتھ ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام کی کثیر تعداد کا خمیر مدینہ کی مٹی سے ہے کہ اکثر صحابہ کرام مدینہ منورہ میں مدفون ہو گئے اللہ کریم نے اس مٹی کو اُن خاص بندوں کے خمیر کے لئے منتخب فرمایا۔

تو بیعت ایک رشتہ پیدا کرتی ہے ایک تعلق پیدا کرتی ہے ایک اُنس پیدا کرتا ہے۔ جس میں ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

ان الذین یبایعو نک . جو لوگ آپ ﷺ کی بیعت کرتے ہیں۔ **انما یبایعون اللہ** . آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیتے بلکہ وہ اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں اُن کا تعلق اللہ کریم سے جڑ جاتا ہے۔

ید اللہ فوق ایدیھم . دست قدرت ان کے ہاتھوں پہ ہوتا ہے اللہ ہمیشہ ان کی حفاظت فرماتا ہے گناہ سے محفوظ رکھتا ہے نیکی کی توفیق دیتا ہے اور آپ ﷺ کے اتباع کو آسان کر دیتا ہے لیکن ساتھ فرمایا۔

فمن نکث جو بیعت کرنے کے بعد توڑتا ہے **فانما ینکث علی نفسہ** تو وہ اپنی جان کو برباد کرتا ہے اپنے آپ کو تباہ کر دیتا ہے۔

و من او فی بما بمحد علیہ اللہ۔ لیکن جو اس عہد کو وفا کرتا ہے جس کا تقاضا بیعت ہونے سے اس پر آتا ہے۔

فسیو تیہ اجرا ً عظیما . اللہ کریم اسے بہت بڑے انعامات سے نوازتے ہیں بہت بڑے اجر عطا فرماتے ہیں۔

تو بیعت ایک تعلق ہوتا ہے مسنون ہے نبی کریم ﷺ سے صحابہ کرام نے مرد حضرات نے، خواتین نے بڑوں نے، چھوٹوں نے سب نے بیعت کی بیعت سے ایک تعلق ایک رشتہ بنتا ہے وہ رشتہ، وہ تعلق، وہ اُنس، وہ محبت جو پیدا ہوتی ہے وہ حصول برکات کا سبب بنتی ہے اور اس کی کئی قسمیں ہیں ایک بیعت ہوتی ہے یہی جس کی بات ہو رہی ہے اصلاح احوال کے لئے اس میں یہ ہوتا ہے کہ شیخ کو کم از کم ضروریات دین کی خبر ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ متبا ہر عالم ہو لیکن روز مرہ کے اُمور سے واقف ہوتا کہ جو اُس سے بیعت کرتا ہے اُس کو بتا سکے اُس کی تربیت کر سکے۔ دوسری بیعت ہوتی ہے امارت کی یہ بھی

www.naqshbandiaowaisiah.com

مسنون ہے خلفائے راشدین کی بیعت کی گئی وہ بیعت ہے جو آپ ووٹ دیتے ہیں اُس وقت بیعت کرتے تھے۔ آج ہم ووٹ دیتے ہیں ایک سلپ پر۔ یہ بھی بیعت ہے کتنے لوگ ہیں جو اس میں شریعت کا لحاظ رکھتے ہیں کہ میں جسے ووٹ دے رہا ہوں وہ واقعی ملک اور قوم کی خدمت کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور مخلص ہے۔ کوئی نہیں پوچھتا ہم اپنی دھڑ داریوں پہ اور رشتہ داریوں پہ صرف کرتے ہیں۔ تیسری بیعت ہوتی ہے موت کی جو بیعت رضوان کہلائی۔ نبی کریم ﷺ نے جو صحابہ کرام سے لی کہ ہم میں سے کوئی بھی میدان نہیں چھوڑے گا۔ اگر ایک بھی بچا تو وہ بھی جہاد کرتا رہے گا۔ حتیٰ کہ شہید ہو جائے گا تو وہ ایسے مواقع کیلئے ہوتی ہے کہ جب دین پہ حرف آئے۔ جہاد کرنا پڑے تو موت کی بیعت ہوتی ہے کہ بھاگے گا نہیں۔ جان بچائے گا نہیں بلکہ اکیلا فرد رہ گیا تو بھی آخری دم تک جہاد کرتا رہے گا' لڑتا رہے گا۔

ایک بیعت ہوتی ہے حصول فیض کے لئے جسے "تصوف کی بیعت" کہتے ہیں اور یہ جو آپ لوگ کرتے ہیں جو ہم کرتے ہیں یہ ہوتی ہے حصول برکات کے لئے کسی کو شیخ مان کر اُس کی بیعت کرنا سب کی اپنی اپنی شرائط ہیں۔ اگر اصلاح احوال کے لئے کرتا ہے تو اُسے دیکھنا چاہیے کہ بیعت کرنے کے بعد واقعی میری تربیت ہو رہی ہے میں دین سیکھ رہا ہوں اور دین پر عمل کر رہا ہوں اگر یہ ہو رہا ہے تو درست نہیں ہو رہا تو پھر وہ بیعت بیعت نہیں ہے پھر اُس کا وجود ہی نہیں ہے اسی طرح حصول برکات کے لئے جو بیعت ہوتی ہے اُس کا بھی یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ پہلے تو اُس بندے کو دیکھے اس کو جانے اُس کے ساتھ رہنے والے لوگوں کو دیکھے اگر اُن کے حالات بدل رہے ہیں اگر وہ بُرائی سے نیکی کی طرف آ گئے ہیں۔ بھلائی کی طرف آ گئے ہیں لوگوں کی بہتری ہو رہی ہے تو ٹھیک ہے لیکن جو پہلے جاتے ہیں وہ بھی غرق ہو رہے ہیں تو مزید غرق ہونے کی ضرورت کیا ہے پھر خود بیعت کرتا ہے تو اپنی کیفیات قلبی کو دیکھے اپنی نیتوں کو اپنے ارادوں کو دیکھیں لیکن شرط یہ ہے کہ بیعت بھی خلوص سے کرے اور حصول برکات کی نیت سے کرے پھر برکات نصیب ہوں تو پھر اُس پر استقامت دکھائے جو لوگ نااہلوں یا جاہلوں سے بیعت کر لیتے ہیں اور گمراہوں سے بیعت کر لیتے ہیں اور خود بھی گمراہ ہوتے ہیں لیکن وہ بیعت کبھی نہیں توڑتے اسی میں مرکھپ جاتے ہیں اس لئے کہ وہاں اُنہیں بیعت توڑنے کا کوئی داعیہ نہیں ہوتا بلکہ شیطان بھی مطمئن ہو جاتا ہے کہ جس کنارے لگ گیا ہے اب اسے یہیں کھپنا چاہیے لیکن جنہیں واقعی شیخ سے بیعت نصیب ہو جاتی ہے تو شیطان کو بھی مصیبت پڑ جاتی ہے۔ کہ اس شخص کو کس طرح سے اس نعمت سے الگ کیا جائے۔ اس لئے ایسے لوگوں کو روکاوٹیں بہت آتی ہیں۔ پھر اُنہیں سوچ سمجھ کر بیعت کرنا چاہیے۔ جہاں تک ہمارے اس سلسلہ عالیہ کا تعلق ہے تو اس میں تو بیعت حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو لیا ہی نہیں کرتے تھے۔ ہمارا طریقہ تو بالکل سیدھا سا تھا کہ جو بھی آتا ہے آئے۔ اللہ اللہ کرے اگر اُسے مراقبات نصیب ہوں اور فنافی الرسول نصیب ہو گیا تو روحانی طور پر بارگاہ عالی ﷺ میں بیعت ہو جائے گی اگر اُس سے پیچھے رہا تو محنت کرتا رہے۔ تو ستر کی دہائی کے آخر میں یہ سوال پیش کیا گیا کہ لوگوں کا مزاج ہے وہ چاہتے ہیں کہ کہیں نہ کہیں بیعت ہوں تو وہ خانہ پُری کے لئے کسی نہ کسی گمراہ سے بیعت ہو جاتے ہیں اور پھر ساری عمر گمراہی میں غرق ہو جاتے ہیں تو اس لئے بیعت ظاہری جو ہے یہ لی جانی چاہیے پھر حضرتؒ نے مسئلہ مشائخ عظام کی خدمت میں رکھا اور اُن کی اجازت سے حضرتؒ نے بیعت شروع فرمائی اور الحمدللہ ظاہری بیعت بھی سب سے پہلے اللہ نے مجھے سعادت بخشی میں نے حضرتؒ سے کی تھی۔ یہ اللہ کا احسان

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے اور اُس کے بعد سے ہمارے سلسلے میں کام چل پڑا کہ ہر آنے والے سے بیعت لے لی جاتی ہے لیکن دیکھا یہ جاتا ہے کہ بیعت کرنے میں تو لوگ رواروی میں کر جاتے ہیں لیکن اُس کا پاس رکھنا مشکل ہے۔تو آج تو ایسا زمانہ آگیا ہے کہ اللہ کے نام پر دو بندے جمع ہوتے ہیں میاں بیوی کا نکاح ہوتا ہے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے نام پر شریعت کے طریقے کے مطابق اُنہیں اس کا پاس نہیں ہوتا ایک دوسرے کو سیدھا کرنے کی فکر میں عمر گزار دیتے ہیں۔ بیوی مرد کو سیدھا کرتی رہتی ہے اور مرد بیوی کو۔ بیوی تعویز گنڈے لیتی رہتی ہے مرد کو غلام کرنے کے اور مرد ڈنڈے چلاتا رہتا ہے۔اُن کی ساری عمر مقابلہ کرتے گزر جاتی ہے تو بیعت کی کون پرواہ کرے گا۔ یعنی دو انسان جو محض اللہ کے نام پر ایک دوسرے پر حلال ہو جاتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ اس عہد میں کسی کو اس بات کا خیال بھی ہو یا یہ پاس بھی ہو کہ ہمارا جو دو آدمیوں کا اجتماع تھا وہ تو اللہ کے نام پر اور اللہ کے دین کے مطابق اور شریعت کے حکم کے مطابق ہوا۔ ہمیں اُس کا لحاظ کرنا چاہیے اُس کا احترام کرنا چاہیے۔ اور اُس کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہیے اُس عہد کو پالنا چاہیے۔ بلکہ بچے جوان ہو جاتے ہیں اور میاں بیوی کی لڑائی ابھی تک ختم نہیں ہوتی اور رشتوں تک وہ لڑائی جاتی ہے بیوی اپنے میکے میں رشتہ دینا چاہتی ہے میاں اپنے میکے میں رشتہ کرنا چاہتا ہے بچوں کا بچیوں کا تو یہ مقابلہ میاں بیوی میں جاری ہے تو اس وقت پیر کو کون پوچھتا ہے بیعت کو کون پوچھتا ہے خواہ مخواہ مسئلے پوچھتے ہیں ہمارا وقت صرف کراتے رہتے ہیں۔ کرنا کرانا کسی نے کچھ نہیں ہوتا ہے مجھے بھی پتہ ہے اور آپ بھی جانتے ہیں کہ زمانہ محض پوچھ گچھ کا ہے کرتا ہر کوئی اپنی مرضی ہے یا پھر زیادہ تابعداری شیطان کی ہوتی ہے عہد ہی ایسا ہے خوراک ایسی ہے غذائیں ایسی ہیں ماحول ایسا ہے فضا ایسی بن گئی ہے کہ ہر بندہ بُرائی پہ فخر کرتا ہے اور نیکی عنقا ہوتی جا رہی ہے لیکن یہ اللہ کی مرضی اس عہد نے بھی آنا تھا اور ہمیں اسے دیکھنا تھا اس سے گزرنا تھا اللہ اس سے بدتر سے بچائے اور اس میں بھی عافیت میں رکھے اور اپنی پناہ میں رکھے اپنے نام سے وابستہ رکھے اور اپنے حبیب ﷺ کے دامان پاک سے وابستہ رکھے۔

بیعت کے بعد حضرتؒ کے پاس لوگ آتے تھے علماء بھی آتے تھے سوالات بھی ہوتے تھے تو حضرتؒ فرماتے تھے اگر بیعت کے ارادے سے آئے ہو تو جتنے سوال ہیں بیعت ہونے سے پہلے کر لو۔ بیعت ہونے کے بعد سوال کی گنجائش نہیں رہے گی۔ بیعت ہونے سے پہلے جو تحقیق کرنی ہے وہ کر و جو سوال کرنا ہے وہ کرو۔ جب بیعت ہو جاؤ گے تو بیعت ہونے کے بعد وہ گنجائش باقی نہیں رہے گی عالم یہ ہوتا تھا حضرتؒ مراقبات کراتے تھے مراقبہ احدیت میں تسبیح جو آپؒ پڑھتے تھے جو ہم اب بھی پڑھتے ہیں۔فیض اللہ منزہ بے چون و چگوں والحکم الہ واحد۔ وحدہٗ لاشریک لک یا اللہ۔

اب اس میں ایک عجیب ابہام پیدا ہو گیا میں یہ سمجھتا تھا اور اب بھی یہ سمجھتا ہوں اب بھی یہی پڑھتا ہوں کہ لفظ ہے ماذ اللہ اور جیسا کہ اللہ پاک ہے بے چون و چگوں حضرت حافظ صاحب نے یہ سمجھا فیض اللہ اللہ کا فیض پاک ہے بے چون و چگوں۔ میرے خیال میں آج بھی کہیں لکھا ہوا ہے جہاں حضرت حافظ صاحب نے لکھا ہے تسبیح وہاں یہی لکھا ہوا ہے حالانکہ میں سمجھتا ہوں یہ غلط ہے یہ صحیح نہیں ہے لفظ "فیض" نہیں ہے "فاذ اللہ" ہے بہر حال حافظ صاحب نے جب لکھا تو میں نے کہا حضرت یہ تو غلط ہے لفظ تو ہے "فاذ اللہ" اللہ کی ذات منزہ پاک ہے بے چون و چگوں تو فیض تو آگے صفت ہے یہاں بات ذات کی ہو رہی ہے احدیت کی ہو رہی ہے صفات کی بات نہیں ہے ذات کی بات ہو رہی۔ حضرت حافظ صاحب نے کہا پوچھو حضرتؒ سے میں نے کہا آپ پوچھیں آپ ساری کتابیں مرتب

www.naqshbandiaowaisiah.com

فرماتے ہیں آپ ایک ایک سوال عرض کرتے ہیں جناب اس جملے کی سمجھ نہیں آئی اس فقرے کی سمجھ نہیں آئی یہاں یہ کیا لکھا ہے تو آپ اصلاح لیتے ہیں تو آپ پوچھ لیں جرات نہیں ہوتی تم پوچھ کر بتاؤ ۔میں کیوں پوچھوں میں نے جو سمجھا صحیح ہے اور پچیس برس ہمارا ساتھ رہا اور پچیس برس نہ حافظ صاحب کو جرات ہوئی سوال کرنے کی نہ مجھے جرات ہوئی وہ فیض اللہ لکھتے رہے میں فاذ اللہ پڑھتا رہا وہ اب بھی فیض اللہ پہ قائم ہیں میں اب بھی فاذ اللہ پہ قائم ہوں اور پچیس برس ساتھ رہا پچیس برسوں میں دونوں میں سے کسی کو جرات نہیں ہوئی کہ حضرتؒ سے اس کی اصلاح کا پوچھ تو لیں بیعت کرنے بعد عالم یہ ہوتا ہے

ایک انگریزی نظم کا ایک ٹکڑا ہے۔

IT IS NOT TO QUESTION WHY IT IS JUST TO DO AND DAY

کہ یہاں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ یہ کیوں کیا جائے بلکہ یہ کیا جاتا ہے خواہ اُس میں جان بھی چلی جائے۔

تو بیعت کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ جب آپ بیعت ہوتے ہیں اور کسی شیخ سے ہوتے ہیں اور اُس کی برکات بھی ظاہر و باہر ہیں ہزاروں لاکھوں انسانوں کی اصلاح ہو رہی ہے یہی دلیل ہوتی ہے کسی شیخ کی برکات کی کہ لوگ بُرائیاں چھوڑ کر شراب خانے چھوڑ کر مساجد میں آجاتے ہیں سینما گھروں سے اُٹھ کر مساجد میں آجاتے ہیں بے دین ماحول میں رہتے ہوئے بھی دیندار ہوتے ہیں اور بے دین فضاؤں میں سانس لیتے ہوئے دینداری کا حق ادا کرتے ہیں بے نمازوں کے ساتھ رہتے ہوئے نمازیں ادا کرتے ہیں اور غافلوں کے ساتھ رہتے ہوئے اپنی راتوں کو ذکر اللہ سے سجاتے ہیں اگر لوگوں میں یہ باتیں ہیں تو پھر شیخ کی برکات ہیں اور جب شیخ کی نشان دہی ہو جاتی ہے یا رابطہ ہو جاتا ہے یا بیعت ہو جاتی ہے تو پھر کیوں ختم ہو جاتی ہے تو پھر صرف ایک بات رہ جاتی ہے کہ کیا ارشاد ہوا اور اُس کی تعمیل ہمیں کس حد تک کرنا ہے اور جان دینے کی حد تک تعمیل رہ جاتی ہے اب اس سوال کو بہت دفعہ دہرا چکے بے شمار کتابوں میں آچکا تو آپ اندازہ کر لیجئے معمولی سی بات تھی اور پوچھنا چاہیے تھی لیکن کوئی جرم اس طرف بھی نہیں آرہا تھا اگر فیض اللہ کہا جائے تو کوئی گناہ نہیں اور فاذ اللہ کہا جائے تو کوئی جرم نہیں ہے ایسا کوئی کام نہیں تھا کہ کہیں سے شریعت کی خلاف ورزی ہو رہی ہے تو حضرت حافظ صاحب ہر لحہ بہت قریب تھے کہ حضرتؒ کی ساری تحریریں مرتب فرمانے کی سعادت اُنہی کو نصیب ہوئی اور پھر اُن میں بے شمار چیزیں ایسی ہیں جو اُنہیں بار بار پوچھ کر لکھنا پڑتیں پوچھتے تھے لکھتے تھے لیکن یہ سوال کرنے کی جرأت اُنہیں بھی نہیں ہوئی اور میرے ساتھ تو وہ بہت مہربانی فرماتے تھے بلکہ میں حضرتؒ کی مجلس میں بعض اوقات مذاق بھی کر لیا کرتا تھا تہذیب کے اندر اور حضرتؒ اُس پر ہنسا بھی کرتے تھے۔ساتھیوں کو بھی ہنسایا کرتے تھے لیکن اس سب کے باوجود مجھے بھی ساری زندگی پچیس برسوں میں یہ جرأت نہیں ہوئی کہ یہ پوچھ لوں کہ حضرتؒ یہ لفظ کیا ہے تو یہ ہے بیعت کی اہمیت اور ضرورت یہ ہے کہ آدمی ایک جگہ پر منسلک ہو جاتا ہے اور بھٹکنے کے خطرے سے بچ جاتا ہے لیکن اگر بیعت کرنے کے بعد بھی اُس کا عالم یہی ہو کہ کوئی یہ کہہ رہا تھا تو پھر تف ہے اُس کوئی پہ۔

میرے پاس کئی سوال ای میل میں بھی آئے کہ SOMEONE SAYS تو اس کا کیا کیا جائے تو میں جواب میں یہ کہتا ہوں کہ بہتر یہ ہے کہ آپ۔اُس SOMEONE کی پیروی کر لیں اور مجھے چھوڑ دیں یہ جھگڑا تو ختم ہونا کسی ایک پہ تو آپ مطمئن ہوں اگر آپ کو اُس پہ تسلی ہے تو آپ آئندہ اُسی سے پوچھیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

اُسی کے ساتھ چلتے رہیں کہیں ایک جگہ تو جم جائیں اُس SOMEONE کو چھوڑ کر پھر اِدھر آجاتے ہو۔ پھر یہاں آکر بھی اُس SOMEONE کو بھی لے آتے ہو یعنی یہ عجیب تماشہ ہے۔ کوئی ہے کرنے کی بات! تو بیعت کی ضرورت یہ ہے کہ آدمی کسی ایک جگہ جم کر کھڑا ہو جاتا ہے پھر اُسے کوئی کہہ رہا تھا یا SOMEONE کی ضرورت نہیں رہتی اور اگر ضرورت رہے تو پھر وہ خود سمجھ لے کہ اُس نے اپنی بیعت کا پاس نہیں کیا اہمیت یہ ہے کہ اس سے اُنس بڑھتا ہے ایک رشتہ بن جاتا ہے ایک تعلق بن جاتا ہے ایک دعوت بن جاتا ہے اور اس تعلق سے برکات نصیب ہوتی ہیں اللہ کریم ہمیں اس کا مفہوم سمجھنے اس پر عمل کرنے اور اسے نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اب چونکہ سلسلہ عالی میں ہے تو میں انکار نہیں کرتا لیکن ایک بات آپ کو سچی سچی بتاؤں منبر پر بیٹھا ہوں بیعت لے کر مزا نہیں آتا خوشی نہیں ہوتی ایک ہونی چاہیے نا کہ اتنے لوگ ساتھ آگئے ایک بندے کو خوشی ہونی چاہیے خوشی نہیں ہوتی اس لئے کہ تجربہ یہ بتاتا ہے یاران لوگوں کا کوئی بھروسہ نہیں' بیس بیس سال بیعت کیے رکھیں گے اور پھر بغیر کسی بات کے توڑ تاڑ کے چلے جائیں گے تو وہ جو حقیقی خوشی ہونی چاہیے نا کہ لوگ سلسلے میں آگئے اور وہ مزا نہیں آتا ہاں مجبوری ہے۔ اللہ جانے اور اُس کی مخلوق جانے۔

یہ دین ہم تک ویسے نہیں پہنچا یہ ان لوگوں کی برکات ہیں جنہوں نے بیعت کی اور جم گئے پھر کٹ گئے پھر وہاں سے ہلے نہیں پھر کوئی اُنہیں نہیں کہہ سکا اور بڑی عجب بات یہ ہے کہ یہ جتنے سوال باہر سے آتے ہیں یہ انسان کے اندر کمزوریاں ہوتی ہیں ہمارے اپنے خاندانی پیر رواجی رسمی پیر خانے تھے باپ دادا بھی مرید تھے سارے لوگ کہیں نہ کہیں مرید تھے میں نے حضرتؒ سے بیعت کر لی۔ میرے خاندان میں باقی کسی نے حضرتؒ سے بیعت نہیں کی۔ احترام ادب کرنا وہ الگ بات حضرتؒ آتے ہمارے گھر پہ قیام فرماتے اجتماع ہوتے یہ ساری بات الگ ہے لیکن میرے بزرگوں میں سے والد صاحب سلسلے میں آئے لیکن وہ بھی بہت دیر بعد تو کسی نے سلسلے کی بیعت نہیں کی لیکن ساری زندگی میں مجھ پر خاندان کے کسی بندے نے بھی حضرتؒ کے بارے سوال نہیں کیا کیوں نہیں کیا؟ یہ بندے کے اپنے اندر کی بات ہوتی ہے میرے اپنے اندر وہ اعتماد تھا کہ کسی کو سوال کی جرأت ہی نہیں ہوئی سوال باہر سے نہیں آتے۔ سوال اندر سے اُٹھتے ہیں جب اندر کمزوری ہوتی ہے تو پھر SOMEONE بھی آجاتا ہے کوئی کہنے والا بھی آجاتا ہے اپنے اندر کمزوری نہ ہو تو کوئی کچھ نہیں کہتا مجھ سے تو کبھی کسی نے آج تک کچھ نہیں کہا کسی نے کوئی سوال گھر والوں نے اہل خاندان نے بھی جو کہیں اور بیعت تھے اُنہوں نے بھی یہ نہیں سوال کیا کہ تمہارے شیخ کیسے ہیں یا وہ کیا کرتے ہیں یا یہ کیا ہوتا ہے یہ یہ ذکر فکر کیا مطلب اُس بندے کا جو سلسلے میں ہی نہیں ہے۔ اُسے پوچھنے کی جرأت ہی کیوں ہوئی۔ تو یہ کمزوریاں جو ہیں اپنی وہ سوال بنتے ہیں اپنے اندر کمزوری نہ ہو تو سوال کوئی نہیں بنتا تو اللہ سے دعا کریں کہ وہ یہ طاقت دے کہ یہ کوئی اور یہ SOMEONE جو ہیں یہ ہماری زندگی میں نہ آئیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

امیر المکرم مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ کے فی البدیہہ خطابات پر مشتمل تفسیر قرآن حکیم

اکرم التفاسیر سے اقتباس......

موضوع: فساد فی الارض کے اسباب

خطاب دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال

الحمد للّٰہ رب العلمین. والصلوۃ والسلام علیٰ حبیبہ محمد و الہٖ و اصحابہٖ اجمعین.

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم.

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیمo

واذا قیل لھم لا تفسدو فی الارض قالو انما نحن مصلحون......... واذا اظلم علیھم قاموا. ولو شاء اللّٰہ لذھب بسمعھم وابصار ھُمo ان اللّٰہ علیٰ کل شی ءٍ قدیر

oالبقرہ ایت ۱۱ تا ۲۰

اللھُم سبحٰنک لاعلم لنا الا ماعلمتنا انک انت العلیم الحکیمo

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علیٰ حبیبک من زانت بہِ العُصُروا

آپ کو یاد ہوگا پچھلے جمعہ کو منافقین کا ذکر چل رہا تھا اور اُن کے قلبی مرض کی بات قرآن کریم نے بیان فرمائی اُن کا اگلا اقدام قرآن حکیم نے یہ ارشاد فرمایا واذا قیل لھم لاتفسدوا فی الارضo قالوا انما نحن مصلحونo جب اُن سے کہا جائے کہ اللہ کی زمین پر فساد پیدا نہ کرو تو جواب یہ دیتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ جو شخص اپنے طریقے سے یا اپنے خیال کے مطابق اپنی رائے سے اصلاح کرنا چاہتا ہے اور اُس کی رائے اللہ جل شانہٗ کے حکم اور اللہ کے نبی ﷺ کی رائے مبارک کے خلاف ہوتی ہے تو وہ ایک فساد پیدا کرتی ہے۔ ایک قاعدہ ہے انسان چیزیں بناتا ہے ایک مکان بنایا گیا اُس میں کھڑکیاں بھی ہیں روشنداں بھی ہیں دروازے بھی ہیں اُس کے اندر داخلے کے لئے دروازہ رکھا جاتا ہے اب کوئی کہے کہ روشندان میں بھی جگہ ہے میں سیڑھی لگا کر روشندان سے داخل ہو جاؤں گا اور پھر اُس سے نکل آؤں گا تو یہ فساد ہوگا' مصیبت پیدا کرے گا' صحیح طریقہ نہیں ہوگا۔ جس قادر مطلق نے کائنات بنائی ہے اُس نے اُس میں رہنے سہنے کے ہر کام کے طریقے اور راستے مقرر فرمائے ہیں جو نبی کریم ﷺ نے وضاحت سے ارشاد فرمادیئے ہیں اور اسلام کا صرف زبانی فلسفہ ارشاد نہیں فرمایا گیا بلکہ اللہ کریم نے ایسے لوگ بھی حضور اکرم ﷺ کو عطا فرمائے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایسی مبارک جماعت عطا فرمائی جس نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے اللہ کے احکام پر عمل کیا اور حضور ﷺ نے تصدیق فرمائی۔

تو گویا زندگی کے سارے طور طریقے نہ صرف ارشاد فرمادیے

www.naqshbandiaowaisiah.com

گئے بلکہ عملی طور پر وہ معاشرہ تشکیل دے کر ایسے لوگ دکھا دیے گئے اور ایک اُس پر سند بنا دی گئی کہ اس حکم کا یہ مفہوم ہے اور اس پر اس طرح سے عمل کیا جائے۔ اب کسی بھی معاملے میں جب ہم اپنی رائے استعمال کریں گے جو اُس قانون کے خلاف ہوگی تو یقیناً وہ کوئی نہ کوئی خرابی کوئی نہ کوئی تکلیف کسی نہ کسی فساد کا سبب بنے گی۔ منافقین چونکہ دل سے ایمان نہیں رکھتے تھے اور بظاہر خود کو مسلمان کہلواتے تھے لہٰذا عملی زندگی میں وہ آپ ﷺ کے ارشادات سے رہنمائی لینے کی بجائے اپنی عقل سے اپنے دماغ سے اپنی سوچوں سے کام کا طریقہ متعین کرتے اور اُس پر عمل کرتے تھے اور فرمایا جب ان سے کہا جائے کہ یہ جو طریقہ کار ہے تمہارا اس سے تو روئے زمین پر فساد پیدا ہوگا..........

آج پھر ہمیں اپنے اردگرد سے لیکر روئے زمین تک جہاں تک ہماری معلومات ہیں یا جہاں تک ہماری نگاہ کام کرتی ہے ہر جگہ ہر طرف فساد نظر آتا ہے اس فساد کا بنیادی سبب کیا ہے؟ لوگوں نے اپنی محدود عقل اور اپنی ناقص رائے پر عمل شروع کر دیا ہے اور ارشادات الٰہی کو اور اُن ضابطوں کو جو نبی کریم ﷺ نے عطا فرمائے چھوڑ دیا ہے۔ اسلام صرف مسلمانوں کے لئے نہیں ہے' اسلام خدا کا قانون ہے اللہ کا قانون ہے اور اللہ کی مخلوق اور انسانوں کے لئے ہے اللہ کے بندوں کے لئے ہے خواہ وہ کہیں بھی بستے ہوں۔ ایمان بہت بڑی نعمت ہے بہت بڑا انعام ہے اللہ کا کہ ایمان کی دولت نصیب ہو لیکن اگر کسی کو ایمان نصیب نہ ہو مگر وہ اپنے کام میں اپنے کاروبار میں اپنی زندگی کے طور طریقوں میں وہ طریقے اپنا لے جو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں تو دنیا میں دنیوی خرابیوں سے بچ جاتا ہے بالکل اس طرح جس طرح کسی کافر کو دوا دی جائے تو بیماری سے صحت یاب ہو جاتا ہے' پیاسا ہو پانی پیے تو پیاس بجھ جاتی ہے اُس کا جو اُخروی نتیجہ ہے کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے یا نہیں' اللہ کی عظمت کو پہچانتا ہے یا نہیں وہ الگ ہے لیکن دنیا میں اُسے اُس کا صلہ ضرور ملتا ہے اور آپ دیکھتے ہیں آج ہمارے ہاں یہ سوال بھی ہے کہ مغربی ممالک جو ہیں وہ کافر بھی ہیں اسلام کا انکار بھی کرتے ہیں اسلامی شعائر کے خلاف کرتے ہیں بڑی بے حیائی ہے بڑا سب کچھ ہے لیکن وہ ہم سے طاقتور ہیں وہ ہم سے مال و دولت میں آگے ہیں ہم سے قوت اور طاقت میں آگے ہیں ہم پر روز چڑھائی کر رہے ہیں اور ہمیں روز مار رہے ہیں۔ کبھی ہم سوچیں تو مغرب کا عروج کہاں سے شروع ہوتا ہے۔ مغرب بہت پیچھے تھا بلکہ جب بغداد میں پختہ گلیاں تھیں۔ پیرس میں گھٹنوں گھٹنوں کیچڑ ہوا کرتا تھا اور جب مسلمان دنیا کو تہذیب آشنا کر رہے تھے تو مغرب تاریکی میں جہالت کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا اور وحشیانہ زندگی بسر کرتا تھا بلکہ امریکہ وغیرہ کو تو اُس عہد میں Wild Wild West کہا جاتا تھا یعنی دو دفع Wild وحشی وحشی مغرب اور یورپ میں لوگوں کو مکان تک بنانا نہیں آتا تھا انہیں تاریخ میں The Cave Men لکھا گیا ہے غاروں میں رہنے والے لوگ۔ اسلام نے جب ایک تھوڑے سے عرصے میں ترقی کی تو انہوں نے سوچنا شروع کیا۔ میں اگلے دن مغربی مفکرین کی بات سُن رہا تھا وہ نبی کریم کی ذات عالی صفات کے بارے کہہ رہے تھے اس بات کا اقرار مغرب کے کفار بھی کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ وہ ہستی ہیں جنہوں نے صرف تئیس برسوں میں پوری انسانیت کا ماحول تبدیل کر کے رکھ دیا اور پوری دنیا کے انسانوں کو ایک نئے راستے پر چلا دیا۔ یعنی پوری انسانیت کو بدل دیا اور اتنے تھوڑے عرصے میں صرف تئیس برسوں میں یہ کام مکمل ہوا۔ اہل مغرب نے سر جوڑ کر یہ سوچنا شروع کیا کہ اسلام اتنے تھوڑے عرصے میں کس طرح پھیل گیا اور کیوں اتنے لوگ جوق در جوق اس میں شامل ہو گئے اور لوگوں کو اس سے کیا ملا؟ وہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

ایمان تو نہ لائے اور انہیں ایمان تو نصیب نہ ہوا بعض خوش نصیبوں کو نصیب ہوا اکثریت کو نہ ہوا لیکن انہوں نے وہ چیزیں تلاش کیں کہ مسلمان جب بات کرتے تھے تو وہ بات پکی ہوتی تھی اُس پر دورائے نہیں ہوتی تھیں کسی کو یہ شبہ نہیں ہوتا تھا کہ مسلمان نے بات کی ہے شاید غلط کہہ رہا ہو۔ جب چیز بیچتے اور خریدتے تھے تو ناپ تول بھی پورا ہوتا تھا اور اُس کی کوالٹی بھی جیسی وہ بتاتے تھے ویسی ہوتی تھی۔ اس طرح کے کردار میں جو چیزیں تھیں اب جہاں مسلمان جاتے وہاں کی انسانیت ظلم سے بسی ہوئی ہوتی۔ طاقت ور کا اپنا قانون ہوتا اور کمزور کو سارے دکھ برداشت کرنا پڑتے تھے لیکن جب انہیں برابری کی سطح پر اسلام حقوق دیتا اور اُن کا تحفظ کرتا اور یہ تقاضا بھی نہ کرتا کہ تم مسلمان ہو جاؤ، نہیں، انسانی حقوق تمام انسانوں کے لئے ہیں زندہ رہنے کا سب کو حق ہے وہ کلمہ پڑھتے ہیں یا نہیں اُن سب کی اولادوں کو تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے علاج معالجے کا حق سب کو ہے روزگار کے حقوق اور روزی کے وسائل سب کا حق ہے تو جب لوگ یہ کردار دیکھتے تو وہ از خود اسلام کی طرف کھچے چلے آتے اور کلمہ پڑھتے چلے جاتے۔ اہل مغرب نے ان اعمال کو اس طرح اپنایا کہ آج بھی جب ہم اپنا حال دیکھتے ہیں تو ہم کہتے ہیں ایک ہمارے سیاست دانوں کا معروف جملہ ہے خواہ سپریم کورٹ اعلیٰ عدالت عالیہ فیصلہ کرے تو وہ کہتے ہیں "یہ کیس کا فیصلہ نہیں ہے بریف کیس کا فیصلہ ہے" یعنی نوٹوں کا بریف کیس دیا گیا اور یہ فیصلہ لکھوایا گیا۔ جبکہ مغرب میں آج بھی ہم سے ہزاروں گنا بہتر انصاف کرتی ہیں عدالتیں۔ گو وہ اپنے قاعدے سے کرتی ہیں لیکن انہیں کوئی سفارش یا کوئی رشوت متاثر نہیں کرتی۔ یہ بات انہوں نے کہاں سے لی اسوہ حسنہ ﷺ سے۔ یورپ میں آپ ایک چیز خریدتے ہیں چیزیں دکانوں پہ لگی ہوتی ہیں شوکیسز میں دکھانے کے لئے آپ کو ایک چیز پسند آئی آپ نے کہا جی مجھے یہ چاہیے وہ کہتے ہیں جی اسی کا ہم پیک آپ کو دیتے ہیں، بند پڑی ہے وہ دیتے ہیں یہ بطور نمونہ دکھانے کے لئے رکھا ہے۔ وہ آپ کو ایک لفافہ تھما دیتے ہیں۔ آپ نے ایک نیا سویٹر خریدا ایک کوٹ خریدا گھر جا کر کھولا تو اُس میں کوئی نقص نکل آیا کوئی بٹن ٹوٹا ہوا ہے یا کہیں سے پھٹا ہوا ہے یا کہیں پیکنگ میں اُس میں کوئی نقص آ گیا تو آپ ایک ٹیلی فون کرتے ہیں دکان پہ کہ میں نے آپ سے کوٹ خریدا یا سویٹر خریدا اور گھر آ کے کھولا اُس میں یہ خرابی ہے اب، یہ دکاندار کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسرا اور صحیح دے۔ اپنا آدمی بھیجے اور آپ کے گھر سے جو خراب ہے وہ اٹھا لے اور صحیح والا بھیج دے۔ ہمارے ہاں آپ دکان سے خرید کر نکلے باہر آ کر دیکھا یہ چیز تو خراب ہے آپ واپس گئے وہ کہتا ہے آپ ہمارے ہاں کب آئے تھے۔ میں تو آپ کو نہیں پہچانتا۔ رسید پر لکھا ہوا ہوتا ہے خریدا ہوا مال واپس نہ ہوگا ہم نے لکھ کر رکھا ہوا ہوتا ہے رسیدوں پر جو رسید دکاندار دیتا ہے وہ کہتا ہے رسید دیکھ لو بھئی خریدا ہوا مال آپ نے خرید لیا بس ٹھیک ہے۔

حالانکہ نبی کریم ﷺ بازار سے گزرے تو غلے کا ایک ڈھیر تھا اور گندم میں جب ہم کاشت کار گندم صاف کرتے ہیں تو عموماً اُسے صاف کرتے وقت ایک حد تک اُس میں مٹی اور خاک آ جاتی ہے تو اکثر اُسے پانی سے گزار دیا جاتا ہے تو مٹی پانی میں حل ہو جاتی ہے اور دانے الگ ہو جاتے ہیں نکھر جاتے ہیں تو بازار میں گندم کا ڈھیر لگا ہوا تھا جو پانی سے ایک دفعہ گزاری گئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے گزرتے ہوئے دست مبارک اُس کے اندر ڈالا۔ اندر ایک حد تک تراوت موجود تھی اوپر سارے دانے خشک تھے لیکن اندر تھوڑی سی تراوت تھی آپ ﷺ نے دکاندار سے فرمایا کہ گاہک کو بتا نا ہاتھ ڈال کر دیکھ لے اندر ذرا نمی اس میں موجود ہے۔ یہ نہ ہو کہ باہر کے خشک دانے دیکھ کر جائے اور گھر جا کر دیکھے تو آدھے اُس میں گیلے بھی ہوں اور آدھے خشک ہوں، ایسا

www.naqshbandiaowaisiah.com

نہیں ہونا چاہئے اگر کوئی آئے تو اُسے یہ بتا دینا کہ اسے صاف کیا گیا ہے اوراس کے اندر نمی بھی ہے پھر وہ پسند کر کے خریدے۔

ہٹلر نے جب پوری دنیا کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا اور انگریزوں کو اُس نے اسقدر مارا اسقدر مارا کہ شاید ہی لندن کا کوئی مقام سلامت رہا ہو۔لندن کی پوری آبادی زیرزمین ریلوے میں پناہ گزین ہوگئی تھی زیرزمین چلی گئی تھی اور غالباً ہزار ہزار جہازوں کا فلیٹ آتا تھا جو شہر پہ بمباری کرتا تھا اُس عالم میں انگریزوں نے مسٹر چرچل کو وزیراعظم بنایا تو اُس سے کسی نے کہا کہ تمہیں امید ہے کہ ہم بچ جائیں گے تم جواس حال میں وزارت عظمیٰ سنبھال رہے ہو کوئی بچنے کی امید نہیں تو چرچل کا یہ عجیب جملہ ہے اُس نے کہا ''کیا مجھے تم یہ بتا سکتے ہو کہ ہماری عدالتیں انصاف کرتی ہیں'' اُس نے کہا ''بالکل ہماری عدالتوں میں انصاف ہوتا ہے'' تو چرچل نے کہا ''جب تک ہم انصاف کرتے ہیں تب تک ہمیں کوئی مٹا نہیں سکتا''۔

لیکن یہ طریقہ سکھایا کس نے؟.....محمد رسول اللہ ﷺ نے۔

امریکہ کے صدر کے خلاف مقدمہ چل رہا تھا ایک وکیل کو جج مقرر کر دیا گیا اور ہم نے یہاں بھی ٹیلی ویژن پر دیکھا کہ چار گھنٹے وہ جرح کرتا رہا اور امریکی صدر بیٹھا جواب دیتا رہا ایک عام عدالتی لوہے کی کُرسی پر بیٹھا رہا جواب دے رہا تھا تو ایک دوست مجھ سے کہنے لگا کہ امریکہ ابھی برباد نہیں ہوگا۔ابھی یہ وقت لے گا میں نے کہا تم نے کہاں سے دیکھا؟ کہنے لگا دیکھو جہاں انصاف کا یہ عالم ہے کہ صدر پر قوم کو اعتراض ہے اور ایک وکیل کو جج بنا دیا گیا اور وہ چار گھنٹے امریکہ جیسے ملک کے صدر سے بحث اور جرح کر رہا ہے اور وہ لوہے کی کُرسی پر بیٹھا جواب دے رہا ہے۔جب تک یہ اصول ان کے پاس ہیں یہ جلدی برباد نہیں ہوں گے۔

ہم غلط کرتے ہیں اُس کے لئے تاویلیں گھڑتے ہیں اور جواز پیدا کر رکھے ہیں جو مسجد میں گولی چلاتا ہے اُسے آپ علیحدگی میں پوچھیں کہ بھئی! تم نے نمازیوں کو کیوں مار دیا؟ تو اُس کے اپنے پاس جواز ہے میں نے اس لئے کیا۔میرے ساتھ یہ ظلم ہوا تھا۔بھئی تمہارے ساتھ ظلم ہوا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ تم دوسروں پر ظلم کرنے لگو۔اپنے ظلم کا مداوا تو کرو لیکن آپ پر ظلم ہوا یہ اس بات کی سند تو نہیں ہے کہ آپ کو اجازت مل گئی کہ آپ دوسروں پہ ظلم کرنا شروع کر دو۔تو یہ حال جو ہے کہ گناہ اور خلاف ارشاد نبوی ﷺ کام کیا جائے پھر اُس کی تاویلیں گھڑی جائیں یہ منافقوں کا کردار ہے۔فرمایا جب اُن سے کہا جاتا ہے۔

لاتفسدوا فی الارض۔ یہ کام جو تم کرنے چلے ہو اس سے تو روئے زمین پر فساد پیدا ہوگا تو کہتے ہیں۔قالوا انما نحن مصلحون۔ بھئی! ہم تو بہتری کے لئے اور لوگوں کی بھلائی کے لئے کر رہے ہیں۔اللہ کریم فرماتے ہیں۔

الا انھم ھم المفسدون۔ یادرکھو! یقیناً یہی لوگ فساد پیدا کرنے والے ہیں۔**ولکن لا یشعرون.** لیکن انہیں شعور ہی نہیں ہے اُن کا اپنا شعور مسخ ہو چکا ہے۔نفاق کی وجہ سے ان کی سمجھ جواب دے گئی ہے اور پھر جب ان سے کہا جائے۔

واذا قیل لھم امنوا کما امن الناس. بھئی! اُس طرح سے ایمان لاؤ جس طرح سے تمہارے اردگرد کے دوسرے لوگ ایمان لائے۔ایسا ایمان لاؤ جیسا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا ہے۔وہ عقیدہ اختیار کرو جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا ہے وہ کردار اختیار کرو جو اُن کا ہے تو گویا یہ آیت کریمہ بتا رہی ہے کہ قرآن کے معیاری مسلمان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں قرآن کی تفسیر صحابہ کرام کا کردار ہے۔نبی کریم ﷺ کے ارشادات کا مفہوم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا کردار

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے۔اب اگر کوئی گرامر کی رو سے اور منطق کا زور لگا کر اور صرف ونحو کا زور لگا کر مختلف معنی گھڑنا چاہے تو وہ نا قابل قابل ہوں گے۔ پوچھا یہ جائے گا کہ جو مفہوم اس آیت کریمہ کا آپ بتا رہے ہیں یا جو اس حدیث مبارکہ سے نتیجہ آپ اخذ کر رہے ہیں کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے یہی سمجھا تھا؟ اور صرف اس ایک سوال پر سارے اختلافات ختم ہو جاتے ہیں صرف یہ ایک ایسی سند ہے کہ اگر اس پہ سارے لوگ متفق ہو جائیں تو سارے اختلافات ختم ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی اختلاف رہتا ہے تو وہ رہتا ہے جو باعث برکت ہوتا ہے یعنی اُس بات کے دو چار پانچ مثبت پہلو ہوتے ہیں۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جو پہلو بھی لیا مثبت لیا۔

اختلاف صحابہ رضوان اللہ اجمعین اس طرح کا ہے کہ اُسے ''مشاجراتِ صحابہؓ'' کہا جاتا ہے۔''مشاجرہ'' شجر سے بنا ہے یعنی جس طرح درخت کی شاخیں ایک دوسرے میں الجھتی ہیں تو اور گھنی ہو جاتی ہیں سایہ گھنا ہو جاتا ہے۔صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے اختلافات نے امت کے لئے سایہ گھنا کر دیا۔ مثلاً حضور اکرم ﷺ جب غزوہ خندق سے پلٹے تو حکم دیا کہ عصر کی نماز جو ہے وہ بنو قریظہ پہنچ کر پڑھو۔صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اُس طرف چل دیئے۔ نبی کریم ﷺ بعد میں تشریف لائے۔اب راستے میں عصر کا وقت ہو گیا تو بعض کی رائے یہ ہوئی کہ حضور ﷺ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ جلدی پہنچو نماز تو وہاں پہنچ کر بھی پڑھنی ہے تو نماز کو موخر کیوں کیا جائے۔اتنا ہی وقت وہاں جا کر نماز کو دینا ہے تو کیوں نہ یہاں پڑھ لی جائے۔لہذا ہم یہاں نماز پڑھیں گے۔کچھ لوگوں نے کہا نہیں یہ تو بڑی واضح بات ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہے وہاں پہنچ کر نماز پڑھو بات ختم ہوگئی کچھ لوگوں نے وہاں پہنچ کر نماز پڑھی۔کچھ نے راستہ میں پڑھ لی۔پھر حضور ﷺ تشریف لے آئے۔نبی کریم ﷺ کے سامنے یہ بات رکھی گئی کہ حضور ﷺ یہ اختلاف ہو گیا۔آپ ﷺ نے سکوت فرمایا آپ ﷺ نے کسی پر کوئی اعتراض نہیں فرمایا کہ بات کے دونوں پہلو سامنے آ گئے تھے تعمیل ارشاد میں بھی تاخیر نہیں ہوئی انہوں نے وہاں ادا کر لی انہوں نے وہاں ادا کر لی۔تو بات کے دونوں پہلو دورخ سامنے آ گئے لیکن دونوں مثبت ہیں کہ تعمیل ارشاد بھی ہوگئی نماز بھی ادا ہوگئی۔اس لئے انہیں ''مشاجراتِ صحابہؓ'' کہا جاتا ہے۔تو جب انہیں کہا جائے کہ بھئی اُس طرح مانو۔آج ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے جو عقیدے ہیں ایک چھوٹی سی بات آپ نوٹ کر لیجئے۔آج ہم اذان کہنا شروع کرتے ہیں تو سمجھ نہیں آتی ابتدا کہاں سے اور اذان ختم کہاں ہوئی۔اُس کے پہلے ہم نے اتنا کچھ لگایا ہوا ہوتا ہے اُس کے آخر ہم اتنا کچھ لگا لیتے ہیں کہ سمجھ نہیں آتی کہ اذان کہاں سے شروع ہوئی اور کہاں ختم ہوگئی۔کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اس طرح اذان دیتے تھے؟ اس طرح اذان ہوتی تھی عہد نبوی ﷺ میں؟ نہیں ہوتی تھی تو ہم غلط کر رہے ہیں! اب ہمارے پاس جواز یہ ہے کہ جی ہم درود ہی تو پڑھتے ہیں۔درود ضرور پڑھیں رات دن پڑھیں لیکن درود شریف اذان کا حصہ تو نہیں آپ اذان میں کیوں داخل کرتے ہو درود شریف پڑھنے سے کوئی نہیں روکتا لیکن اذان کا حصہ تو نہیں۔اذان تو وہی ہے جو بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے دلوائی گئی اور سارے عہد صحابہ میں اور آج تک وہی آ رہی ہے تو اس طرح سے ہم عبادات میں اگر اضافے اور کمیاں بیشیاں کر رہے ہیں تو معاملات میں ہم کہاں پہنچے ہوں گے!

ایک شخص ایک دفعہ مجھ سے کہنے لگا کہ بھئی! اللہ کا نام ہی ہے تو اب میں چائے پی رہا ہوں تو اگر میں دو کپ پی لیتا ہوں تو کیا حرج ہے ایک کی بجائے' اگر کوئی اذان کہتا ہے یا اگر کوئی جنازہ پڑھتا ہے دعا مانگتا ہے تو کیا ہے اللہ اللہ ہی کرتا ہے کرنے دو۔ میں نے کہا

www.naqshbandiaowaisiah.com

نہیں۔ اللہ کا نام ہی ہے فجر کی نماز میں آپ تین رکعتیں پڑھیں چار رکعت پڑھیں میں فارغ ہوں آپ فجر کی چھ رکعت فرائض کی پڑھیں تو وہ ادا ہو جائے گی؟ نہ دو سے کم ہوگی نہ دو سے زیادہ۔ دو ہی رکعت فرض کی پڑھیں گے فجر کی اس لئے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے دو ہی پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ یہ دین ہے یہ آپ کے ہوٹل کی چائے نہیں ہے۔ اس میں وہی نیکی ہے جو حضور ﷺ کے حکم کے مطابق ہو اُس سے کم کرے یا زیادہ کرے دونوں طرح دین سے نکل جائے گا، نیکی نہیں رہے گی تو حرج کیا ہے فجر کی رکعت اگر کوئی چار پڑھ لیتا ہے تو باقی رکعت میں بھی الحمد شریف ہی پڑھے گا رکوع سجود ہی کرے گا لیکن چاروں باطل ہو جائیں گی۔

فرمایا جب انہیں کہا جائے کہ دوسرے لوگوں کی طرح جو تمہارے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اُن کی طرح ایمان لاؤ تو کہتے ہیں یہ تو بے وقوف لوگ ہیں انہیں جو کہا جائے اُسی پہ عمل کرتے ہیں۔ ہم عقلمند دانا لوگ ہیں ہم بات کو پرکھتے ہیں سوچتے سمجھتے ہیں۔

قالوا انومن کما امن السفھاء ٥ ان پاگلوں نے بے وقوفوں نے جس طرح مان رکھا ہے ہم اسی طرح مان لیں۔ فرمایا الا انھم ھم السفھاءُ. یاد رکھو! جس کا عقیدہ جس کا عمل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عمل وعقیدہ کے خلاف ہے وہ خود بے وقوف ہے۔ بے وقوف وہ ہے جو اس پاکباز جماعت سے اختلاف کئے پھرتا ہے اس لئے بے وقوف ہے کہ جسے یہ نیکی سمجھ رہا ہے یہ اس کے لئے عذاب کا سبب اور گستاخی قرار پائے گی۔ ایک آدمی تو گناہ کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں گناہ کر رہا ہوں اس پر سزا ہوتی ہے ایک سمجھتا ہے کہ میں نیکی کر رہا ہوں اور اُس پر جو جوتے پڑتے ہیں تو کتنی بے وقوفی ہے! فرمایا بے وقوف یہ ہیں کہ جو اپنی طرف سے عقلمند ہونے کا دعویٰ کر کے اپنی پسند کی تعبیریں گھڑ رہے ہیں لیکن اس پر انہیں سزا ہوگی۔ ولکن لا یعلمون. لیکن انہیں اس بات کا علم نہیں ہے ان میں اتنی استعداد ہی نہیں رہی کہ اس بات کو جان سکیں۔

واذا لقو الذین امنوا قالو امنا. ان کا طریقہ کار یہ ہے کہ جب ایمان داروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں بالکل ہم مانتے ہیں۔ ہم ایمان لائے ہم بالکل یقین رکھتے ہیں یعنی جب کسی نیک آدمی سے ملتے ہیں تو بڑی دینی باتیں کرتے ہیں اپنے آپ کو بڑا دین دار ظاہر کرتے ہیں۔ واذا خلو الی شیطینھم. اور جب اپنے شیطانوں اور اپنے ہم جولیوں میں الگ بیٹھتے ہیں تو۔ قالو انا معکم تو کہتے ہیں ہم تو آپ لوگوں کے ساتھ ہیں۔ انما نحن مستھزئون. انہیں تو ہم مذاق کر رہے تھے۔ انہیں بیوقوف بنا رہے تھے۔ بھلا یہ ملاؤں کی باتیں کوئی سننے کے لائق ہیں یا کوئی بندہ انہیں مانتا ہے۔ اس زمانے میں ان پرانی باتوں میں کیا رکھا ہے ان پرانے رسومات ورواجات میں رکھا کیا ہے۔ ہم تو ان باتوں کو نہیں مانتے ہم تو آپ لوگوں کے ساتھ ہیں روشن خیال اور ترقی پسند ہیں ہم تو زمانے کا ساتھ دینے والے لوگ ہیں۔ انما نحن مستھزء ون. اُن سے تو ہم مذاق کر رہے تھے۔ فرمایا

اللہ یستھزی بھم. اللہ اُن سے مذاق کرتا ہے۔ شانِ باری تعالیٰ سے بعید ہے مذاق کرنا تو جب اس طرح کا کوئی لفظ اللہ کریم کی ذات کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اس طرح کی کوئی صفت اللہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے تو اُس سے معنیٰ بعید مراد ہوتا ہے۔ معنیٰ بعید وہ ہوتا ہے جو نتیجہ ہوتا ہے مثلاً آپ کسی سے مذاق کرتے ہیں کہ میں نے آپ کو دس ہزار انعام دے دیا اور آپ دیتے نہیں ہیں تو اس میں اُس کی سبکی بھی ہے کہ وقتی طور پر خوش ہوا پچاس بندوں کو بتا دیا پھر اُسے ملا بھی کچھ نہیں۔

نتیجتاً محرومی حصے میں آئی ہے تو جہاں فرمایا گیا۔ اللہ یستھزی

www.naqshbandiaowaisiah.com

بھم کہ اللہ اُن سے ایسا سلوک کرتا ہے کہ وہ محروم ہو جاتے ہیں۔ اپنی جگہ خوش پھرتے ہوتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ پالیا لیکن نتیجتاً محروم ہو جاتے ہیں۔ جب یہ استھزاد کا لفظ اللہ جل شانہٗ کی طرف بولا جائے گا تو معنیٰ بعید مراد لیا جائے گا۔ تو فرمایا اللہ اُن سے مذاق فرماتا ہے یعنی انہیں محروم کر دیتا ہے اور اُس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ ویمدھم فی طغیا نھم یعمھون. اور وہ اپنی گمراہی میں مزید سرگرداں رہتے ہیں اور بھٹکتے رہتے ہیں اور آگے سے آگے چلتے چلے جاتے ہیں جو بالآخر اُن پر اُخروی تباہی کا سبب بنتی ہے۔

اولٰئک الذین اشتروا الضللۃ بالھدیٰ. کیسے لوگ ہیں؟ نفاق کیا ہے؟ اللہ پناہ دے کہتے رہنا میں مسلمان ہوں' کلمہ پڑھتے رہنا نمازیں پڑھتے رہنا' روزے رکھتے رہنا' حج ادا کرنا' زکوۃ دینا لیکن کردار کی اصلاح نہ کرنا اور دنیوی لالچ میں آ کر کردار میں برائیاں پیدا کر لینا' چند ٹکوں کے عوض جھوٹ بول لینا' چند سکے کمانے کیلئے دھوکا دے دینا' کردار کی اصلاح نہ کرنا تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی خرید لی اور بدلے میں ہدایت کو چھوڑ دیا نتائج تو عملی زندگی پر ہوں گے زبانی قول پر تو نہیں! کوئی کہتا ہے میں نے زہر کھالیا تو کہنے سے نہیں مرتا لیکن اگر کوئی یہ اعلان نہ بھی کرے اور عملاً زہر کھالے تو مر جائے گا' نتائج عمل پر مرتب ہوتے ہیں۔ تو ایسے بدبخت ہیں کہ انہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی کو اپنایا گویا انہوں نے ایسا کاروبار کیا کہ ہدایت تو جیسے سکہ دیا جاتا ہے اُس طرح خرچ کر دیا اور گمراہی خرید لی۔ فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدینَ o یہ تجارت انہیں کبھی فائدہ نہ دے گی اور نقصان کیا ہوگا کہ یہ کبھی ہدایت نہیں پائیں گے۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہم یہ بات اپنے ارشادات میں لکھتے ہیں کہ یہ دین میں جو نئی نئی رسومات ایجاد کی جاتی ہیں اور انہیں پھر عبادت سمجھا جاتا ہے یہ ایسی بدبختی ہے جسے شریعت بدعت کہتی ہے۔ بدعت کیا ہے؟ کوئی نئی رسم آپ ایجاد کریں اور اُسے عبادت قرار دیں۔ جسے اللہ نے عبادت قرار نہیں دیا نبی کریم ﷺ نے عبادت قرار نہیں دیا فرماتے ہیں کہ بدعت کی مصیبت یہ ہے کہ بندے کو توبہ نصیب نہیں ہوتی۔ یعنی جو گناہ کو گناہ سمجھ کر رہا ہے ممکن ہے اُسے کسی وقت احساس ندامت ہو جائے لیکن جو نیکی سمجھ رہا ہے تو نیکی سے توبہ وہ کب کرے گا حالانکہ وہ نیکی ہے نہیں تو وہ فرماتے ہیں بدعت کی ایک مصیبت یہ ہے کہ اس سے توبہ نصیب نہیں ہوتی اور یہی بات یہاں قرآن نے فرمادی کہ

وما کانوا مھتدین. یہ کبھی ہدایت نہیں پائیں گے چونکہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں اُسے یہ بھلا سمجھ رہے ہیں کہ ہم اچھا کر رہے ہیں۔ اب اچھے سے توبہ کون کرے گا۔ جو سمجھتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہو رہی ہے بُرائی ہو رہی ہے وہ تو توبہ کرے۔ کبھی اُسے احساس ہوسکتا ہے کہ میں اب نہ کروں لیکن جو کچھ کرتا ہے اُسے وہ اچھا اور بھلا اور نیکی بھی ہے تو نیکی سے توبہ کون کرے گا! فرمایا۔ فما ربحت تجارتھم. اُن کی یہ تجارت انہیں فائدہ نہیں دے گی اور سب سے بڑا نقصان یہ ہوگا کہ انہیں کبھی ہدایت نصیب نہیں ہوگی۔

مثلُھُم کمثل الذی استو قدناراً . فلما اضاءَت ماحولہٗ ذھبَ اللّٰہ بنورھِم وترکھُم فی ظلمٰتٍ لاتبصرون o ان کی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی ہو رات کی تاریکی میں روشنی حاصل کرنیکے لئے جب وہ خوب روشن ہو جائے اور اُس کا اردگرد اُس آگ نے روشن کر دیا اور ماحول نظر آنے لگا اونچی نیچی جگہ دکھائی دینے لگی گھاس جھاڑی نظر آنے لگی کہاں پتھر پڑا ہے کہاں صاف جگہ ہے دکھائی دینے لگا۔ ذھبَ اللہ بنورھم. اللہ اُس کا سارا نور سلب کر لے اللہ اُس کی ساری روشنی سلب کر لے اور

www.naqshbandiaowaisiah.com

اُسے تاریکیوں میں چھوڑ دے جس میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا ہو۔ یعنی منافقین، دعویٰ ایمان کرنے کے بعد کافرانہ کردار کے حامل لوگ جنہوں نے دعویٰ ایمان کو صرف دنیوی فائدے کے لئے اور مسلمانوں کی مردم شماری میں شامل ہونے کے لئے اختیار کرلیا کردار وہی کافرانہ رہا، فرمایا تاریکی میں تو یہ لوگ بھٹک رہے تھے پھر انہیں ایمان کی روشنی نصیب ہوئی پھر جو کردار انہوں نے اپنایا وہ اُس کا سبب بن گیا کہ اللہ نے وہ روشنی سلب کر لی۔ اب ایک شخص مسلسل تاریکی میں رہ رہا ہو تو کسی حد تک اُسے کچھ نہ کچھ سجھائی دیتا رہتا ہے لیکن تاریکی میں کسی کو آپ روشنی عطا کر دیں ایک بلب لگا دیں آگ جلا دیں روشن ہو جائے تو پھر اچانک وہ روشنی بجھ جائے تو کچھ بھی سجھائی نہیں دیتا۔ فرمایا انہوں نے ایمان کا اعلان کیا اللہ نے ان کے سامنے روشنیاں بکھیر دیں۔ انہوں نے کافرانہ کردار اپنایا اور وہ نور سلب ہو گیا۔ اب یہ ایسے اندھیرے میں ہیں جس میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا۔ یہ نفع نقصان کی بات کیا سمجھیں گے یہ بہتری اور بھلائی کو کیا جانیں گے ان کا حال تو یہ ہو گیا ہے جسے صُمٌ بکمٌ عمیٌ فھُم لا یر جعُون. جیسے ان کی زبان قوت گویائی کھو چکی ہو گونگے ہو چکے ہوں آنکھیں دید سے محروم ہو چکی ہوں اور کان سماعت سے محروم ہوں یہ تو گونگے بہرے اندھے ہو چکے ہیں اور سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ فھُم لا یر جعون. یہ واپس بھی نہیں آئیں گے۔ جو استعداد بھی کھو چکے۔ یعنی رسومات کو نیکی سمجھنا یا اپنے عقل سے اٹکل پچو سے کام بنا کر اُسے عبادت قرار دینے والے کو واپسی کا راستہ بھی بھول جاتا ہے۔

او کصیبٍ من السماءِ. یا ان کی مثالی ایسی ہے جیسے آسمان برس پڑا ہو موسلا دھار بارش ہو رہی ہو۔ فیہِ ظلُمٰتٌ و رعدٌ و برقٌ. اُس میں ہر طرف تاریکی پھیلا دی گئی ہو کچھ نظر نہ آتا ہو اور اُس میں بجلی کی گرج بھی ہو چمک بھی ہو۔ یجعلون اصابعھُم فی اذانھِم من الصواعِق حذر الموت. اب یہ موت کے ڈر سے اور بجلی سے بچنے کے لئے اُن کے پاس کیا ہے کہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ یعنی بُودے حیلے کرتے ہیں اب اگر کسی پر بجلی ہی گرتی ہے تو اُس نے کانوں میں انگلیاں دے رکھی ہو تو بھی تباہ کر دے گی نہ دے رکھی ہوں تو بھی یہ کوئی بچنے کا سبب تو نہیں ہے۔ اس طرح فرمایا کہ جس طرح کوئی بارش میں گھر جائے، جس میں بجلی کی گرج بھی ہو چمک بھی ہو ہر طرف کچھ سجھائی نہ دیتا ہو تو یہ بچنے کے لئے کیا کر رہے ہیں، اللہ کی پناہ میں نہیں آتے، اسلام جو اللہ نے ایک قلعہ بنا دیا اُس کے اندر داخل نہیں ہوتے، سنت نبوی ﷺ جو حفاظت کا سبب ہے اُسے نہیں اپناتے اپنا اٹکل پچو لگاتے ہیں کہ چلو بجلی کڑک رہی ہے کانوں میں انگلی دے لو۔ بھئی! کانوں میں انگلی دینا تجھے کیا تحفظ عطا کرے گا۔ یعنی بودی تدبیریں کرتے ہیں کہ شاید اسی طرح ہم موت سے بچ جائیں گے۔

کلما اضاء لھُم مشوا فیہ. جب بجلی چمکتی ہے تو روشنی ہوتی ہے، دو چار قدم چل لیتے ہیں۔ و اذا ظلم علیھم قاموا. یعنی جب پھر تاریکی چھا جاتی ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یعنی کبھی جب اللہ کے بندوں سے یا دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے کوئی بات سنتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہمیں ایسا کرنا چاہیے، تھوڑی سی چمک تھوڑی سی روشنی نظر آتی ہے لیکن پھر جب اپنے ضمیر پہ جاتے ہیں پھر وہ اپنی بات اپنے دوستوں کی بات اپنی سوسائٹی اور اپنے ایک جو اُن کا گٹھ جوڑ ہے اُس کی بات نظر آتی ہے تو پھر اُس روشنی پر چلنے سے رُک جاتے ہیں۔ اگر اللہ چاہتا تو اُن کی قوت شنوائی بھی سلب کر لیتا، اُن کی قوت بینائی بھی سلب کر لیتا، اس لئے کہ اللہ ہر چیز پہ قادر ہے اور تم اپنی قوت سماعت اور اپنی بصارت کی بھی توہین کر رہے ہو کہ جب روشنی نظر آتی ہے تو اُس روشنی سے چمٹ کیوں نہیں جاتے پھر

www.naqshbandiaowaisiah.com

اُسے چھوڑتے کیوں ہو۔ جب حق بات سنتے ہو تو اُس حق بات کو اختیار کیوں نہیں کر لیتے اُسے چھوڑ کیوں دیتے ہو۔ فرمایا ہونا تو یہ چاہیے کہ ایسے گستاخ لوگوں سے قوتِ گویائی اور قوتِ بصارت اور اُن کی سماعت سلب کر لی جائے اس لئے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے لیکن وہ پھر وقت عطا کرتا ہے' فرصت عطا کرتا ہے' مہلت عطا کر دیتا ہے۔ اپنے احکام اپنے ارشادات اور اپنے نبی ﷺ کے ارشادات کو پہنچانے کا اہتمام فرماتا ہے ایسے لوگ پیدا کرتا رہتا ہے جو سیدھی کھری سچی بات کہتے رہتے ہیں پہنچاتے رہتے ہیں، بند نہیں کرتا لوگوں پر یہ اُس کا احسان ہے۔ فائدہ کس کو ہوگا؟ فائدہ وہی پائے گا جو خلوص نیت سے حق کو قبول کرے گا اور اپنے کردار کو اُس میں ڈھالنے کی پوری کوشش کرے گا۔ جو کمی رہ جاتی ہے بشری کمزوریوں کے سبب اُسے معاف کرنا اُس رحیم و کریم کا کام ہے لیکن مقدور بھر جتنا وہ کر سکتا ہے اتنی کوشش تو وہ کرے اب اُس میں اگر کمی رہ گئی تو وہ اُس کی رحمت بہت وسیع ہے لیکن اگر کوئی شخص سرے سے کوشش ہی نہیں کرتا اور احکام کی توجیہات از خود اپنی طرف سے گھڑتا رہتا ہے اُس کا انجام وہی ہوتا ہے جو ایسے لوگوں کا ہونا چاہیے۔

اللہ کریم ہمیں نفاق جیسی بڑی مصیبت سے اپنی پناہ میں رکھے ایک ہوتا ہے کہ عقیدۂ منافقین ہو جانا یا کافر ہو جانا اللہ اُس سے بھی پناہ میں رکھے۔ ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ آدمی سمجھتا ہے میرا عقیدہ تو ٹھیک ہے تو عمل کا کیا ہے' خیر ہے جب میں مسلمان ہوں تو بخشا جاؤں گا۔ میرے بھائی! کلمہ وہی مقبول ہوگا جو عمل میں تبدیلی لانے کا سبب بنے گا۔ ایک شخص کہتا ہے میں نے کھانا کھالیا اور کھاتا نہیں ہے تو کیا وہ بھوکا نہیں مرے گا؟ یہی عالم کلمے کا ہے' ہم نے کلمہ پڑھ لیا اور اُس پر عمل نہیں کرتے کلمے نے جو ذمہ داریاں ہم پر عائد کی ہیں اُن کو پورا نہیں کرتے کلمہ طیبہ نے ہمارے لئے جو حدود و قیود مقرر کر دی ہیں اُن کے اندر ہم نہیں رہتے تو اللہ پناہ دے پھر نتیجہ تو خراب ظاہر ہوگا۔ اپنی بھر پور سعی کرنی چاہیے عقائد و نظریات وہ ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمائے اور جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین نے سمجھے اور اُن پر عمل کیا۔ کردار وہ ہو جو اللہ کے حبیب ﷺ نے سمجھایا اور حضور ﷺ کے سامنے صحابہ نے اُس پر عمل کر کے دکھایا پھر بشری کمزوریوں کی وجہ سے اُس میں کوئی کمی رہ جائے تو اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے لیکن صرف نظر کر لینا اور توجہ ہی نہ کرنا اور پرواہ ہی نہ کرنا اللہ ایسے حال سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین۔

دعائے مغفرت

☆...... برطانیہ کے صاحب مجاز ساتھی ضمیر احمد اعوان کے والد محترم قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے۔

☆...... امیر جماعت سلسلہ عالیہ اسلام آباد بشیر احمد بھٹی صاحب کے والد محترم کراچی میں وفات پا گئے۔

☆...... فیض احمد فیض (نارووال) کے والد محترم محمد سرور وفات پا گئے۔

☆...... محمد شاہد جیلانی (لاہور) کے بھائی وفات پا گئے۔

☆...... محمد احسان (چکوال) کے بہنوئی وفات پا گئے۔

☆...... ملک محمد زاہد (لدھیوالہ چیمہ) گوجرانوالہ کے دادا جان وفات پا گئے۔

☆...... سید الطاف حسین شاہ (اسلام آباد) کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

☆...... سپیشل کلاس کے ساتھی عبدالرؤف بورے والا کی بھابھی جان وفات پا گئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال وجواب

ایک مسئلہ جو اکثر احباب خطوں میں زیر بحث لاتے ہیں وہ یہ ہے کہ محنت کرتے ہیں ہم لوگوں کو دعوت دیتے ہیں لیکن لوگ آتے بھی ہیں ذکر کرتے ہیں چھوڑ جاتے ہیں یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ کسی کو منوانے کے مکلف نہیں ہیں کسی سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تو نے کتنے لوگوں کو تسلیم کرایا ہاں یہ ضرور شمار ہوگا کہ کس نے کتنی محنت کی اور اللہ کے کتنے بندوں کو بچانے کی کوشش کی اس کے بعد ہر شخص کا ایک ذاتی معاملہ رب العلمین سے ہے اگر وہاں بات بگڑی ہوئی ہو تو میری اور آپ کی کوشش سے وہ سدھرتی نہیں ہے

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال

الحمد للّٰہ رب العلمین.

والصلوۃ والسلام علیٰ حبیبہ محمد والہ

واصحابہ اجمعین

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم .

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد اللہ اللہ کریم کا احسان ہے کہ اس نے اس گئے گزرے دور میں اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی اور اپنی رضا کے لئے مل بیٹھنے کی سعادت بخشی اس میل جول میں سب سے اولیت دین کو سیکھنا سکھانا ہے لیکن ایک بات یاد رہے کہ دنیا بھی رب جلیل نے بنائی ہے اور اس کے تمام اُمور تمام اشیاء تمام نظام کا خالق وہی ہے اور اس بات کو بھی خاص طور پر ذہن نشین کر لیجئے کہ آخرت کی دائمی اور ابدی زندگی کا انحصار دنیا کے ان گنے چنے لمحات پر ہے انہی گنتی کی سانسوں میں ہر شخص نے اپنی عاقبت کو بنانا ہے اور کسی شخص کو دوبارہ موقع نہیں ملے گا۔ اس لئے دین یہ ہے کہ سب سے اول اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا پابند کریں انسان ہے اس سے دانستہ بھی غلطی ہوتی ہے نادانستہ بھی ہوتی ہے لیکن غلطیوں پہ معافی مانگے اور اپنی اصلاح کی کوشش مسلسل کرتا رہے سوائے انبیاءؑ کے کوئی شخص معصوم نہیں ہوتا کہ اس سے خطا کا صدور اور ہی ممکن نہ ہو خطا کا صدور اور تو ممکن ہے لیکن غلطی کو پیشہ بنا لینا یا اس پر ہمیشہ قائم رہنا یہ درست نہیں ہے اس کا نتیجہ عبرت ناک ہوتا ہے اللہ معاف کرے۔

ایک مسئلہ جو اکثر احباب خطوں میں زیر بحث لاتے ہیں وہ یہ ہے کہ محنت کرتے ہیں ہم لوگوں کو دعوت دیتے ہیں لیکن لوگ آتے بھی ہیں ذکر کرتے ہیں چھوڑ جاتے ہیں یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ کسی کو منوانے کے مکلف نہیں ہیں کسی سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تو نے کتنے لوگوں کو تسلیم کرایا ہاں یہ ضرور شمار ہوگا کہ کس نے کتنی محنت کی اور اللہ کے کتنے بندوں کو بچانے کی کوشش کی اس کے بعد ہر شخص کا ایک ذاتی معاملہ رب العلمین سے ہے اگر وہاں بات بگڑی ہوئی ہو تو میری اور آپ کی کوشش سے وہ سدھرتی نہیں ہے بعض مخصوص لوگوں کے لئے خود نبی علیہ السلام کو بتایا گیا۔

ان الذین کفروا سواء علیھم ء انذر تھم ام لم تنذرھم لا یومنون

یہ لوگ ایسے ہیں کہ آپ ﷺ انہیں آخرت کی خبر دیتے رہیں انجام بد کی خبر دیتے رہیں یا نہ دیں یہ ایمان نہیں لائیں گے اس لئے کہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے کانوں پہ مہر کر دی ہے آنکھوں پہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

پردے ڈال دیے ہیں اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو نبی علیہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جب اللہ کریم نے ان کے دلوں پر مہر کر دی کان بند کر دے اچھی بات سنائی ہی نہیں دیتی عبرت کا واقعہ دکھائی ہی نہیں دیتا تو پھر ان کو عذاب کیوں ہوگا پھر ان کا تو اختیار نہ رہا ان کے تو دل پر بھی مہر ہوگئی آنکھیں کان بھی بند کر دے گئے تو نبی علیہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کریم اپنی طرف سے بند نہیں کرتے لوگ مسلسل برائی کرتے کرتے اتنے دور چلے جاتے ہیں کہ اس کی سزا میں ان کے دلوں پہ مہر کر دی جاتی ہے آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ

ہر گناہ دل پہ سیاہی پیدا کرتا ہے تو بہ اسے دھو دیتی ہے لیکن اگر توبہ نہ کی جائے اور مسلسل نافرمانی کی جائے تو وہ ایک نقطہ سیاہی کا پھر دوسرا پھر تیسرا اس طرح بڑھتی رہتی ہے اور پھر جب سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے تو اس کی سزا یہ ہے کہ اللہ کریم اس پر مہر کر دیتے ہیں اور توبہ کی توفیق سلب ہو جاتی ہے۔

تو ہر طرح کے لوگ ہر عہد میں ہوتے ہیں نیکی اور بدی کا مقابلہ جب تک رہے گا کوئی شخص یہ تصور نہ کرے کہ میرے دم سے دنیا سے بدی ختم ہو جائے گی۔ شیطان بھی ہے نفس انسان بھی ہے اور اللہ کی طرف سے نیکی یا برائی دونوں میں سے ایک راستہ اپنانے کی فرصت بھی ہے۔

انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا ' راستہ بتا دیا ہے اب یہ بندے کا اختیار ہے کہ وہ شکر کا راستہ اختیار کرتا ہے یا ناشکری کا تو جب یہ سب چیزیں موجود ہیں تو یہ مقابلہ تو رہے گا سب سے پہلے تو ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ ہم کس صف میں ہیں اور اس میں ہم کیا جہاد کر رہے ہیں کتنی محنت کر رہے ہیں۔ جہاد جُہد سے مشتق ہے ہر بھلی کوشش کو جہاد کہا جاتا ہے وہ تعلیم و تعلیم کے بارے میں ہو تبلیغ کے بارے میں ہو خرید و فروخت کے بارے میں ہو، تعلقات کے بارے میں ہو ہر وہ کام جو برائی کے مقابلے میں نیکی کی جائے جہاد ہے اور اس کا کمال وہ ہے جہاں آدمی جان سے گزر جاتا ہے اور اسے شہید اس لئے کہتے ہیں کہ وہ سب سے بڑی گواہی دیتا ہے اللہ کی عظمت اور نبی کریم علیہ ﷺ کی صداقت کی کہ اُن کی اطاعت پہ اپنی جان دے کر ثابت کرتا ہے کہ اللہ برحق ہے اللہ کا نبی علیہ ﷺ برحق ہے اللہ واحدو لاشریک و قادر ہے تو اس پہ گواہی دیتے ہوئے جان نچھاور کر دیتا ہے اس لئے اسے شہید یعنی گواہ کہا جاتا ہے کوشش یہ کی جائے کہ اپنی طرف سے جتنی محنت ہو سکے اور جو اللہ کا بندہ اللہ کی یاد میں لگایا جا سکے اور جس برائی کو جتنا روکا جا سکے اتنی محنت ضرور کی جائے اور نتائج سے مشروط نہ کیا جائے نتائج اللہ کریم کے دست قدرت میں ہیں۔

بعض امور میں ساتھی پوچھتے ہیں کہ یہ کام ہے اس کے لئے کوشش کروں یا نہ کروں اللہ پہ توکل کروں۔ تو توکل یہ سمجھ لیجیے توکل کا معنی یہ ہے کہ دنیوی کوشش جائز اسباب جو آپ کے اختیار میں ہیں وہ پورے خلوص سے انہیں اختیار کریں اور اس کے بعد اللہ پر بھروسہ کریں پھر نتیجہ جو بھی ہو اسے اللہ کی رضا سمجھ کر قبول کریں کام چھوڑ کر بیٹھ جانا توکل نہیں ہے نبی کریم علیہ ﷺ غزوہ بدر میں توکل کی سب سے اعلیٰ مثال پیش فرماتے ہیں آپ ﷺ کی ساری عملی زندگی قرآن حکیم کی تفسیر ہے تو توکل کی تفسیر ہمیں وہاں نظر آتی ہے کہ بظاہر مقابلہ نہیں تھا چند نفوس قدسیہ تھے اور دوسری طرف بہت بڑی مادی طاقت تھی وسائل بھی نہیں تھے اور فتح بھی ہوئی اور مکے والوں کا بہت بڑا نقصان بھی ہوا اور قید بھی ہوئے مارے بھی گئے تباہ ہو گئے اور دنیا میں ایک انقلاب آفریں مقابلہ تھا۔ جس نے انسانی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت حاصل کی اور کروڑوں لوگوں کو اللہ کا دین اور حق نصیب ہوا اس کی بنیاد بدر کے میدان میں ہی رکھی گئی اس فتح کا اصل

www.naqshbandiaowaisiah.com

سبب وہ دعا تھی جو نبی کریم ﷺ نے عریش بدر میں فرمائی۔

صحابہ کرام کو صفیں بنوانے کے بعد آپ ﷺ عریش جھونپڑی کو کہتے ہیں وہاں سرکنڈے کاٹ کر ایک سایہ دار جھونپڑی بھی بنا دی گئی حضور اکرم ﷺ کے لئے تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی اگر دعا سے فتح ہونی تھی تو دعا تو حضور ﷺ مدینہ منورہ بھی فرما سکتے تھے اور اللہ قادر تھا مکہ والوں پر مکہ ہی میں عذاب نازل کر دیتا انہیں وہاں تک آنے کی توفیق بھی نہ دیتا لیکن آپ ﷺ نے جو اسباب امیر تھے وہ اختیار فرمائے۔ تھوڑے لوگ تھے تھوڑے لوگ ساتھ لیے تھوڑا اسلحہ تھا لیکن اسلحہ ساتھ لیا تھوڑا راشن تھا لیکن ساتھ لیا باقاعدہ صف بندی کرائی باقاعدہ جنگ کے سارے احکام جاری فرمائے کہ کس طرح سے جنگ ہوگی کب تیر انداز تیر پھینکیں گے۔ تب تلوار کے دھنی تلوار استعمال کریں گے یہ سارا طے کرنے کے بعد اور مدینہ مورہ سے بدر تک سفر اختیار کرنے کے بعد آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ جو وسائل ہمارے بس میں تھے یا اللہ وہ ہم نے کر لئے اب تیری قدرت کاملہ کا اختیار ہے۔

توکل یہ ہے کہ جو مادی وسائل جائز حد کے اندر اور مادی وسیلوں میں کسی کو رشوت دینا یا جھوٹی سفارشیں غلط سفارشیں کرانا بغیر استحقاق کے کسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنا نہیں آتا۔ جائز وسائل ہوں جو حق بنتا ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے جائز وسائل اختیار کیئے جائیں محنت کی جائے اس کے بعد اللہ کریم سے دعا بھی کی جائے اور جو نتیجہ آئے اسے قبول بھی کیا جائے یہ توکل ہے اور تبلیغ کا معنی بھی پیغام کا پہنچانا ہے منوانا نہیں ہے۔ ماننے نہ ماننے کا ہر ایک کو اختیار ہے لیکن بات پہنچانے کا اجر پہنچانے والے کو اللہ کریم دیں گے۔

یہ زندگی بہت تھوڑی ہے اگر کوئی ایک صدی بھی جی لے تو کیا جیا دنیا کی تاریخ میں ایک صدی کی کیا حیثیت بنتی ہے لیکن اُخروی زندگی نہ ختم ہونے والی ہے اور اس زندگی میں بھی آدمی کے پاس عمل کے تھوڑے سے سال ہوتے ہیں کچھ بچپن لڑکپن کی نذر ہو جاتی ہے تو درمیان میں تھوڑا سا موقع اس کے پاس اپنی عاقبت اور آخرت کو سنوارنے کا بھی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گناہ نوجوان سے بھی بُری بات ہے لیکن اگر کوئی بڑھاپے میں بھی کرتا ہے تو وہ تو بہت ہی برا ہے جوانی میں بھی گناہ اچھی بات نہیں ہے بری بات ہے اور توبہ کرنی چاہیے لیکن بڑھاپے میں بھی باز نہیں آتا تو انتہائی برائی کی تو بڑھاپا بھی اس لحاظ سے غنیمت ہے کہ ذمہ داریاں کم ہو جاتی ہیں فرصت فرصت ہوتی ہے تو اللہ کو یاد کرے تلاوت کرے عبادت کرے اور اپنے لئے اللہ کے ہاں سے مغفرت اور ترقی درجات کی تمنا کرے۔

قرآن حکیم کو انظر علی الصحیفۃ عبادۃ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ خود قرآن کو دیکھنا عبادت ہے پڑھنا ضرور چاہیے میرے خیال میں کسی مسلمان کا کوئی دن ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ جس میں قرآن نہ پڑھا ہو خواہ وہ ایک آیت ہی پڑھ لے یوں تو الحمد اللہ نماز میں خود پڑھتے ہیں باجماعت نصیب ہو تو امام سے سنتے ہیں۔ لیکن یہ ساری الگ باتیں ہیں اور ذاتی طور پر کتاب اللہ کو کھول کر پڑھنا ایک الگ انداز رکھتا ہے معانی کو سمجھنا بہت ضروری ہے اور عمل کرنا اس زیادہ ضروری لیکن اگر کچھ بھی نہ آتا ہو تو محض الفاظ کی تلاوت بھی اپنا ایک اثر چھوڑ جاتی ہے دل کو صاف کرتی ہے عقائد کو مضبوط کرتی ہے اور توفیق عمل کو آسان کرتی ہے تو زندگی کے معمولات میں قرآن حکیم کی تلاوت کو لازمی کیجیئے بلکہ اچھا طریقہ یہ ہے کہ آدمی صبح بھی تلاوت کرے اور سونے سے پہلے بھی کرے خواہ چند آیتیں پڑھ لے یہ نیند بھی آدمی کی موت ہوتی ہے کیا خبر بیداری نصیب ہو نہ ہو تو آخری عمل تلاوت قرآن ہو قرآن حکیم کو پڑھنے اس کے سمجھنے کا ذوق بھی پیدا ہوتا ہے اور توفیق عمل بھی ارزاں ہوتی ہے یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ کوئی شخص

www.naqshbandiaowaisiah.com

دنیا پہ انقلاب بپا کر دے اور دنیا کو تہہ و بالا کر دے سب امور قدرت کی طرف سے طے شدہ ہیں اور اپنے اپنے وقت پہ ہر کام ہوتا چلا جاتا ہے دیکھنا یہ ہے کہ کس کام کے کرنے کی سعادت کس کو نصیب ہوتی ہے یقیناً بھلائی کی سعادت بھلے لوگوں کو نصیب ہوگی جو اس موقع کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے یہ بات طے ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام ہمیشہ رہے گا قرآن کریم ہمیشہ رہے گا جب تک دنیا آباد ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت ہمیشہ رہے گی اور اس کے ماننے والے بھی روئے زمین پر قیام قیامت تک رہیں گے اسے مٹایا نہیں جا سکتا آپ یہ فکر چھوڑ دیں کہ شاید اسلام مٹ جائے گا یہ نہیں مٹے گا۔ اس لئے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ کریم نے لیا ہے قرآن بھی رہے گا قرآن کے مفاہیم بھی رہیں گے جاننے والے بھی رہیں گے اہل عمل بھی رہیں گے لیکن وہ کون ہوں گے جنہیں اللہ توفیق دے گا جو اس سے مغفرت چاہتے رہیں گے جو اسے یاد کرتے رہیں گے جو انقلابات زمانہ آتے رہیں گے گزرتے رہیں گے یہ تو رہیں گے ہر دور میں اور اتار چڑھاؤ آتا رہے گا مٹنا باطل ہی کا مقدر رہے حق ہمیشہ رہے گا۔ ہماری ذمہ داری حق کا ساتھ دینا ہے۔

آخرت میں ایسے انبیاؑ بھی ہوں گے جن کے ساتھ کسی ایک آدمی نے بھی ایمان قبول نہیں کیا بلکہ دعوت پر انہیں شہید کر دیا گیا ظلماً قتل کر دیا گیا ایسے بھی ہوں گے جن کے ساتھ ایک دو یا چند آدمی ہوں گے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ان کی تبلیغ میں یا ان کی کاوش میں کمی ہے لوگوں کا نصیب ایسا تھا کسی کو وہ دولت نصیب نہیں ہوئی ان کا تعلق اللہ کریم سے بگڑا ہوا تھا ان کی بدنصیبی ان کی عظمت میں تو کوئی فرق نہیں آئے گا۔ لہذا کوئی شخص بھی اپنے آپ کو ایسا نہ سمجھ لے کہ بس میں جو چاہوں وہ ہو جائے ہوگا وہی جو وہ چاہے گا۔ اور کمال یہ نہیں ہوتا کہ اپنی بات منوائی جائے انسانی کمال یہ ہے کہ وہ اللہ کی رضا میں اپنا رضا کو فنا کر دے۔ بات کا ماننا کمال ہے اللہ کریم سے منوانا کمال نہیں ہے۔ کوئی اپنی بات اللہ سے منوا لے اللہ سے بڑا کون ہے جس کی بات مجبوراً اللہ کو ماننی پڑے۔ ناامیدی کی تو کوئی بات نہیں خطرہ اگر ہے تو صرف اپنی ذات سے اپنے کردار سے اور اپنی سوچوں سے کہ یہ بھٹک نہ جائیں۔

ذکر الٰہی کی حفاظت کا حصار ہے اللہ کا نام دلنشین ہو جائے تو ان خطرات سے تحفظ نصیب ہو جاتا ہے کوتاہیاں ہوتی ہیں تو توبہ کی توفیق بھی ہوتی ہے اور اصلاح احوال کا سلسلہ تادم واپسیں جاری رہتا ہے واعبد ربک حتی یاتیک الیقین آخری سانس تک اللہ کی اطاعت اور کامل اطاعت عبادت ہوتی ہے غیر مشروط اور مکمل اطاعت اپنے رب کی غیر مشروط اور مکمل اطاعت دم واپسیں تک کرتے رہو جانا سب کو ہے یہ طے ہے اور ہر ایک کا اپنا وقت مقرر ہے اسے اپنے وقت پہ جانا ہے ہر ایک کو جانے کی تیاری میں رہنا چاہیے کیا پتہ کس کا بلاوا آجائے جو لمحے دنیا میں نصیب ہوں انہیں اپنے آپ کو اطاعت پہ کاربند کیجئے اور عام انسانوں کی طرح رہے ہمارے ہاں دین میں ایک اور رواج ہو گیا ہے کہ کوئی خاص قسم کا حلیہ بنا لیا کوئی خاص قسم کے کپڑ پہن لئے چہرے پہ مسکنت طاری کر لی یہ کیا ہے؟ یہ بہت بڑا دین دار ہے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اللہ حلیے نہیں دیکھتا کردار دیکھتا ہے اور مسلمان اللہ کی طرف دعوت دینے والا ہے دب کر رہنے والا نہیں ڈٹ کر رہنے والا ہوتا ہے اس کے ساتھ اللہ ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ زیادتی نہیں کرے گا لیکن کسی کے سامنے دب کر بھی نہیں رہے گا تو اللہ توفیق عمل دے ذکر اذکار اور تبلیغ قبول فرمائے گناہوں کی معافی فرمائے اور نیکی کی توفیق ارزاں فرمائے۔

و آخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العلمین

www.naqshbandiaowaisiah.com

المرشد سے انتخاب

برکاتِ رمضان

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ o

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ
وَبَيِّنٰتٍ مِنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ o

اَللّٰهُمَّ سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ
الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ o

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ ذَاتُ بِهِ الْعُصُرُوا.

الحمدللہ، زندگیء مستعار میں ایک رمضان المبارک اور نصیب ہوا۔ کتنے ایسے لوگ تھے جو ہمیں عزیز بھی تھے اور پچھلے رمضان المبارک میں الحمدللہ ہمارے ساتھ بھی تھے اس دفعہ رمضان المبارک سے پہلے دنیا سے جا چکے ہیں اور ہم میں سے کتنے ہوں گے جو شاید اگلے رمضان المبارک میں نہیں ہوں گے۔ یہ اللہ کریم کا احسان ہے کہ اس نے ایک دفعہ پھر یہ بابرکت مہینہ نصیب فرمایا اور بالخصوص ہم پر اللہ کا ایک اور بڑا احسان ہے کہ ہمیں انہوں نے ایک ایسا شخص عطا فرمایا ہے کہ گزشتہ تین رمضان المبارک سے ہم قرآن الحکیم کی مختلف قرأتیں سن رہے ہیں اور اس دفعہ چوتھی قرأت سن رہے ہیں۔

زندگی میں بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں تمام قرأتوں پر قرآن کریم کا سننا نصیب ہو اور بہت کم ایسے قاری صاحبان ملتے ہیں جنہیں ہر قرأت اس طرح یاد ہو کہ وہ نماز میں سُنا سکیں۔ یہ ایک مشکل کام ہے۔ چونکہ ہر قرأت میں زیر، زبر کا فرق ہے، حروف کی ادائیگی اور تلفظ کا فرق ہے، معنی اور مفاہیم ایک ہیں۔ قرآن حکیم کی قرأتیں بالکل اس طرح ہیں جس طرح ہر زبان میں۔........ آپ پنجابی کو ہی لے لیجئے۔ یہ پورے پنجاب کی زبان ہے لیکن ہر علاقے میں ادائیگی میں، حروف کے تلفظ میں، زیر زبر میں تھوڑا بہت فرق ہے۔ اسی طرح قرآن حکیم چونکہ عربی میں نازل ہوا اور عربی کی جو معروف ادائیگی کی اقسام اس وقت موجود تھیں ان میں تمام قرأتوں میں نازل ہوا۔ الفاظ کی زیر، زبر یا پیش یا ادائیگی کا انداز بدل جاتا ہے لیکن مفہوم وہی ہوتا ہے جو مروّجہ ایک قرأت میں ہے جو کثرت سے دنیا میں پھیلی ہے۔ تو یہ اللہ کریم کا بہت بڑا احسان ہے کہ ہمیں گزشتہ تین رمضان المبارک سے، یہ چوتھا ہے کہ قاری صاحب کی صورت میں اللہ نے ہم پر رحمت فرمائی اور مختلف قرأتیں سننے کا اتفاق ہوا اور اللہ کرے، ہمیں بھی فرصت دے اور انہیں بھی عمر دراز دے اور مہلت دے کہ یہ ساری قرأتیں نماز میں، تراویح میں سننا نصیب ہوں۔ ایک بہت بڑی عظیم سعادت ہے

اللہ جل شانہ، ذات والا صفات ہمارے اندازوں سے زیادہ پاک، ہماری سوچوں سے زیادہ بلند اور ہمارے خیالات سے زیادہ ارفع و اعلیٰ ہے۔ جب بھی رب جلیل نے اپنے کسی نبی، کسی پیغمبر سے کلام فرمایا تو آپ انبیاء علیہم السلام کی اگر زندگیوں پر غور فرمائیں گے تو ایک چیز آپ کو تمام نبیوں اور تمام رسولوں میں ملے گی کہ جب نزول کلام کا وقت آیا تو انہیں دنیا سے الگ کر کے چلہ کشی

www.naqshbandiaowaisiah.com

کی صورت میں یا تنہائی کی صورت میں ذکر اذکار کے لئے بیٹھنا پڑا۔ موسیٰ علیہ السلام کو چلہ کشی کرنا پڑی تب کتاب الٰہی نصیب ہوئی۔ اور معروف واقعہ ہے کہ بعد میں قوم گمراہ ہوگئی اور پھر آپ تشریف لائے اور ناراض ہوئے' ایک لمبا قصہ ہے۔ اسی طرح آقائے نامدار علیہ ﷺ حرا میں تشریف لے جاتے اور مہینوں معتکف رہتے اور حرا میں نزول قرآن کی ابتدا ہوئی۔ مراد یہ ہوتی ہے کہ نبی معصوم ہے' خطا سے پاک ہے' اس کے باوجود چونکہ وہ انسانوں میں رہتا ہے جس معاشرے میں کوئی رہتا بستا ہے اس کی ہوا' اس کی فضاء اس کے وجود کو متاثر کرتی ہے۔ گرم ملکوں میں رہیں گے تو گرمی متاثر کرتی ہے اور برف پوش پہاڑوں پر چلے جائیں تو سردی اثر کرتی ہے اسی طرح کچھ نظر نہ آنے والی کیفیات ہوتی ہیں انسانی معاشرے کی' انسانی کردار کی تو جب کلام الٰہی کا نزول ہوا تو اللہ کریم نے انبیاء علیہم السلام کو بھی تنہائی اختیار کرنے کا حکم دیا تاکہ کوئی ذرہ کسی گرد کا' جو ان کا اپنا نہیں ہے لیکن جس معاشرہ میں رہتے ہیں اور وہاں جو لوگوں کے کردار سے جو ایک دھواں بنتا ہے جو نظر نہیں آتا اس کا کوئی شمہ کہیں کسی کونے کھدرے پر نہ ہو بلکہ مکمل یکسوئی' عبادت' پاکیزگی نصیب ہو حالانکہ نبی معصوم ہوتے ہیں اور جب اس کلام میں غیر نبی کو مخاطب فرمایا جائے اس کلام کو ہر کسی کے لئے عام کر دیا جائے اور ہر ایک بندے سے بات کی جائے تو اس بندے کو کس قدر پاکیزگی' کس قدر طہارت کتنی محنت اور کتنے مجاہدے کی ضرورت ہوگی۔ اگر وہ قرآن کو سمجھنا چاہتا ہے' اگر وہ قرآن کو جاننا چاہتا ہے تو کلام الٰہی کو سمجھنے کے لئے کس قدر پاکیزگی' کتنے مجاہدے کتنی محنت کی ضرورت ہوگی' اس سارے مجاہدے کو رب جلیل نے رمضان المبارک کے ان گنتی کے دنوں میں سمو دیا اور وہ ایسا کریم ہے کہ اس نے اس ماہ مبارک میں ایسی برکات رکھ دیں کہ نبی علیہ الصوۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جس کسی نے رمضان کا روزہ ایمان اور احتساب سے رکھا' یاد رکھیں یہاں دو شرطیں لگائیں۔ ایک تو یہ کہ اس کا اللہ پر ایمان پختہ ہو' ضروریات دین پر یقین پختہ ہو' نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان پختہ ہو' آخرت پر' کتاب اللہ پر ایمان پختہ ہو اور دوسرا "احتساباً" اس لئے روزہ رکھے کہ اپنا احتساب کرے بیٹھ کر کہ آج تک زندگی میں میں نے کیا کھویا کیا پایا' کتنا میں نے اللہ کی اطاعت کے دائرے کے اندر اپنی زندگی کو خرچ کیا اور کتنے لمحات مجھ سے ضائع ہو گئے' اطاعت الٰہی کی حدود سے باہر چلے گئے اور میں نے شیطان کے سپرد کر دیئے۔ یہ احتساب اُسے احساس دلائے گا کہ جو غلطیاں' جو کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کی معافی طلب کرے۔ تو فرمایا کہ جس کسی نے ایمان اور احتساب کے ساتھ ایک روزہ رکھا اس کے زندگی کے پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

ایک تو اس مہینے میں یہ فضیلت رکھی کہ جب ایک روزہ' پہلا روزہ آپ نے رکھا تو زندگی کے سارے گناہ معاف ہو گئے بلکہ روزہ رکھنے سے پہلے' پہلی رات' رمضان مغرب سے شروع ہوتا ہے۔ شرعی تقویم کے مطابق مغرب کی نماز اگلے دن کی شروع ہوتی ہے۔ تاریخ بدل جاتی ہے سورج ڈوبنے کے ساتھ اور مغرب جو ہم پڑھتے ہیں وہ نئی تاریخ کی پہلی نماز ہوتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ نماز فجر سے شروع ہوتی ہے' نہیں، حقیقتاً مغرب سے شروع ہوتی ہے اور مغرب کی نماز اگلے دن کی پہلی نماز ہوتی ہے۔

تو فرمایا کہ جس نے رمضان کی رات کو ایمان اور احتساب کے ساتھ قیام کیا اور فرماتے ہیں کہ جس نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کر لی اور فجر کی باجماعت پا لی وہ قائم اللیل ہے۔ اس نے گویا ساری رات قیام کیا۔ نماز ادا کرنے کے بعد سو گیا اور اٹھا تو پھر نماز ادا کی' وہ قائم الیل ہے پھر اس کے ساتھ' عشاء کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ساتھ تراویح ادا کیں' پھر اس کے بعد اس نے نوافل پڑھے یا تلاوت کی یا تہجد پڑھی یا اس کے بعد اس نے فجر سے پہلے جو کچھ کیا تو یہ ساری اس پر مزید محنت ہے تو فرمایا کہ' جس نے رمضان کی رات کا قیام ایمان اور احتساب کے ساتھ کیا اس کے اس سے پہلے کی زندگی کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ پہلی رات کا قیام جو ہے اس نے بندے کو اس طرح کر دیا کہ زندگی کی ساری خطائیں معاف ہو گئیں' اب اسے رمضان کا دن نصیب ہوا تو اس نے مزید اس میں طہارت بڑھا دی' اگلی رات آئی اس نے مزید لطافت پیدا کی' اگلا دن آیا اس نے مزید پاکیزگی میں اضافہ کیا تو گویا بندے میں ہر آن' ہر لحہ یعنی جتنا میل تھا وہ تو پہلی رات کو ہی ختم ہو گیا اب مزید جس طرح آپ کپڑے کو دھوتے ہیں اس سے میل صاف ہو جاتا ہے پھر اسے چمکانے کیلئے کلف لگاتے ہیں پھر اسے مزید خوبصورتی دینے کے لئے استری کرتے ہیں تو یہ جو پہلی رات کے بعد آگے جو مسلسل رمضان المبارک کے دن ہیں اور رمضان المبارک کی راتیں ہیں یہ اس پر مزید لطافت' پاکیزگی' تقدس بڑھاتی چلی گئیں حتکہ جب آخری عشرے میں داخل ہوا تو اسے لیلتہ القدر نصیب ہوئی۔ اب لیلتہ القدر ایک رات اللہ نے ایسی بنا دی جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ یعنی لیلتہ القدر کی ایک رات اور پھر اس بندے کو لیلتہ القدر نصیب ہو جاتی ہے۔ جو عشا' باجماعت ادا کرتا ہے' اور فجر باجماعت ادا کرتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ صرف جاگنے والے کو نصیب ہو جاتی ہے' اس کی برکات ہر اس بندے کو نصیب ہو جاتی ہیں جو قائم اللّیل ہوتا ہے اور قائم اللّیل' عشاء کو باجماعت ادا کر کے فجر باجماعت ادا کرنے والا قائم اللّیل ہوتا ہے تو گویا ہر مسلمان کو لیلتہ القدر کی برکات بھی نصیب ہو جاتی ہیں' گویا اس نے ہزار مہینے سے جو کم و بیش چوراسی پچاسی سال کے قریب بنتا ہے' مسلسل مجاہدہ کیا ہو مسلسل عبادت کی' مسلسل روزے رکھے' مسلسل جہاد کیا' زندگی کا ایک ایک لحہ اطاعت الٰہی میں گزارا' یہ کیفیت اسے چند لحات میں..... جو کچھ اس پر نتیجہ مرتب ہونا تھا وہ نتیجہ اسے اس ایک لمحے میں نصیب ہو گیا۔ جس طرح کوئی ہزار مہینہ محنت کرے تو جو مزدوری ملتی ہے' وہ مزدوری اگر کسی کو صرف حاضری پر عطا کر دی جائے کہ تم آئے ہو تو تم اس سے زیادہ لے لو تو یہ تو دینے والے کی عطا ہے۔

اسی طرح نوافل کا درجہ ثواب کے حساب سے فرائض کے برابر کر دیا گیا کہ رمضان المبارک میں جو نفل ادا کرتا ہے وہ فرائض کا ثواب پاتا ہے اور جو فرائض ادا کرتا ہے وہ ستر گنا اور ستر محدود نہیں ہے' ستر عربی محاورے میں ایک عام لفظ ہے کہ جب بہت زیادہ کسی بات کو کہنا ہو تو کہتے ہیں ستر گنا' ستر بار تو اس سے مراد ہوتی ہے بے شمار' بہت زیادہ یعنی فرض کا ثواب بہت زیادہ بڑھا دیا گیا۔ پھر سب سے مزے کی بات یہ کہ رمضان المبارک کا چاند طلوع ہوتا ہے تو چھوٹے بڑے تمام شیاطین قید کر لئے جاتے ہیں۔ ابلیس سے لے کر اس کی تمام اولاد تک۔

ہم پورا سال اپنے ہر جرم کا الزام ابلیس کو دیتے ہیں لیکن کم از کم رمضان المبارک میں ہمارا جو کردار ہے اس کا الزام ابلیس پر نہیں جاتا۔ ہمارے اندر جو شیطنت بھر گئی ہے یا اللہ کی نافرمانی کرتے کرتے اور شیطان کے ساتھ چلتے چلتے جو شیطانی خصوصیات ہمارے اندر آ گئی ہیں رمضان المبارک میں جو برائی ہو گی وہ اس کے ذریعے سے ہو گی کہ کوئی شیطنت ہمارے اندر بھی ہے۔ کچھ انسان تو مجسم شیطان بن جاتے ہیں جس طرح ارشاد ہے قرآن حکیم میں شیَاطِینَ الجِنِّ وَالِانس ۔شیطان جنوں سے بھی ہیں اور انسانوں سے بھی ہیں۔ شیطان اپنے دوستوں سے

www.naqshbandiaowaisiah.com

سرگوشیاں کرتے ہیں' ان سے باتیں کرتے ہیں' انہیں باتیں بتاتے ہیں کہ یہ کرو' وہ کرو' تو کچھ انسان' انسان ہوتے ہوئے اتنے گر جاتے ہیں کہ وہ مجسم شیطان بن جاتے ہیں۔

یاد رکھیں رمضان المبارک میں جتنا ظلم ہوگا' جتنی نافرمانی ہوگی' جتنا جھوٹ بولا جائے گا' جتنی برائی ہوگی' یہ اس وجہ سے ہوگی کہ شیطانوں کے اوصاف انسانوں میں آ گئے اور دوسروں کو دیکھنے کی بجائے ہمارے اپنے لئے ایک آئینہ ہے رمضان المبارک کہ ہم اس میں دیکھیں کہ میرے اندر کہیں شیطنت تو نہیں ہے' میں کسی کی برائی تو نہیں سوچ رہا۔ میں کہیں اللہ کی نافرمانی کا ارادہ تو نہیں کر رہا۔ اور اگر یہ احتساب نہ ہو' نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ زبان کا روزہ یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہ بولے اور ذکر الٰہی سے روشن رہے' تر رہے' کان کا روزہ یہ ہے کہ جھوٹ سننے سے احتراز کرے' آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ غلط کاموں کو دیکھنے سے اجتناب کرے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے کہ اگر کوئی تمہیں گالی دے تو اسے بتاؤ کہ بھئی میں روزے سے ہوں میں گالی نہیں دے سکتا۔ یعنی ایک تربیت ہے ضبط نفس کی بھی اور انسان کے اخلاص کی بلندیوں تک پہنچنے کی' جب کوئی کسی کو منہ پر گالی دے تو اسے کتنا بُرا لگتا ہے' حضورؐ نے فرمایا کہ جواب میں اسے کہو کہ میرا روزہ ہے۔ اور فرمایا' ارشاد ہے حدیث شریف میں کہ اگر کوئی جھوٹ بولتا رہا' اللہ کی نافرمانی کرتا رہا اور اس نے روزہ بھی رکھا تو اللہ کو ضرورت نہیں ہے کہ وہ بھوکا پیاسا مرے۔ یہ کوئی راشن بندی کا مہینہ نہیں ہے کہ اللہ کے خزانوں میں راشن کی کمی ہو گئی ہے اس لئے راشن بندی ہو گئی بلکہ عجیب بات یہ ہے کہ رمضان المبارک میں غیر رمضان سے زیادہ کھایا جاتا ہے۔ جو لوگ عید بقر عید پر حلوہ کھاتے ہیں رمضان المبارک میں وہ بھی روز افطاری بنائے ہوئے ہوتے ہیں اور عام دنوں کی نسبت ہر گھر کا خرچ بڑھ جاتا ہے کھانے پینے کا۔ سحری کا خاص اہتمام ہوتا ہے' افطاری کا خاص اہتمام ہوتا ہے' کھانے پینے میں تو لوگ زیادہ ہو جاتے ہیں لیکن اطاعت الٰہی کا کمال یہ ہوتا ہے کہ فریج میں ٹھنڈا پانی پڑا ہے' کمرے میں بندہ اکیلا ہے' اسے پیاس لگی ہے' کوئی اس کے پاس نہیں لیکن وہ پانی نہیں پیتا' کیوں نہیں پیتا' اس کا اللہ اس کے پاس ہے۔ اور یہی مقصد ہے کہ ہر بندے کو حضوری نصیب ہو کہ میرا اللہ میرے ساتھ ہے میرے پاس موجود ہے۔

میں نے شاید کئی دفعہ پہلے بھی یہ واقعہ ذکر کیا ہے مختلف تقریروں میں تو میں رمضان المبارک میں .... اس وقت گرمیوں کا رمضان المبارک تھا اور بڑے لمبے دن تھے اور بہت گرم دن تھے۔ تو میں جیپ پر سڑک کنارے گزر رہا تھا تو ایک بہت بڑا تالاب تھا وہاں ایک آدمی اپنا ریوڑ لے کر آیا بھیڑوں کا چرواہا جنگل سے اور سخت گرمی تھی' پیاس تھی' ظہر کا وقت تھا' بھیڑیں پانی پر ٹوٹ پڑیں۔ اس بندے نے چادر سی تہہ کر کے اس طرح سایہ سا بنایا ہوا تھا آنکھوں پر۔ وہ بندہ بجائے پانی پینے کے آرام سے بیٹھ گیا اور وضو کرنے لگا۔ پیاس تو اس کو بھی بڑی لگی ہوئی ہوگی۔ اس نے وضو کیا اور ظہر کی نماز کی تیاری کرنے لگا گویا اسے یقین تھا کہ اس ویرانے میں بھی میرا پروردگار میرے ساتھ ہے اور مجھے اس کی اطاعت میں پانی نہیں پینا اور یہی کمالِ ایمان ہے اور یہی پاکیزگی مطلوب ہے۔

نہ کھانا اوصاف ملکوتی میں سے ہے۔ فرشتے کی صفت ہے کہ وہ پانی نہیں پیتا' وہ کھانا نہیں کھاتا اسے نیند نہیں آتی۔ زیادہ کھانا اوصاف حیوانی میں سے ہے کسی جانور کو دیکھ لیں وہ بے تحاشا کھا سکتا ہے اور کھاتا رہتا ہے۔ تو یہ تربیت بھی ساتھ دی جاتی ہے کہ بشر ہونے کے باوجود' مشت غبار ہونے کے باوجود بندہ ء مومن میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

ایسی صفات پیدا کی جائیں جو فرشتے میں ہوتی ہیں، اوصاف ملکوتی پیدا کئے جائیں' اور اوصاف ملکوتی کا اثر اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی فرشتہ کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتا یعنی ہر بات ہر کام اس طرح سے کئے جاتا ہے تو ایک تقدس ہے رمضان المبارک کا جس میں اللہ کا مبارک کلام نازل ہوا' جہاں یہ تقدس نہیں ہوتا وہاں کلام الٰہی سے ہدایت نصیب نہیں ہوتی بلکہ عجیب بات یہ ہے کہ لوگ اللہ کا کلام پڑھ کر اس پر اعتراض سوچتے ہیں۔

مستشرقین کی ایک جماعت ہے مغرب میں جو ایمان تو نہیں لائی لیکن انہوں نے پوری عمریں قرآن وحدیث کی تحقیق وتدقیق پر صرف کر دیں۔ انہیں "مستشرق" کہتے ہیں کہ انہوں نے علوم مشرق کا تجزیہ کیا۔ ان کی ساری عمروں کا حاصل کیا ہے؟ چند بیہودہ اعتراضات......

کبھی حدیث پر کبھی قرآن پر اور بڑی عجیب بات یہ ہے کہ ان کے وہ اعتراض ان کے ہم مذہبوں نے اور بے دین لوگوں نے اور اسلام کے مخالفوں نے بھی مانے نہیں ہیں بلکہ انہوں نے بھی کہا کہ یہ بہت ہی بودی اور بہت ہی لچر باتیں ہیں۔ تو آپ اندازہ کریں کہ ایک بندے نے ساری زندگی قرآن پر ریسرچ کرنے میں لگا دی' ایک بندے نے عربی زبان سیکھی' اس نے عربی کی مختلف لغاتیں سیکھیں' پھر اس نے قرآن کی بے شمار تفسیریں پڑھ ڈالیں اور نتیجہ کیا نکلا............ چند اعتراضات جن کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ کیوں........؟ کیا قرآن میں روشنی نہیں تھی' قرآن میں روشنی موجود تھی اس بندے میں روشنی قبول کرنے کی استعداد نہیں تھی۔

آپ روشنی کی ایک کرن کو شیشے پر ڈالتے ہیں تو سارا شیشہ جگمگا اٹھتا ہے لیکن اس کرن کو کیچڑ پر پھینکیں تو کیا کیچڑ جگمگا اٹھے گا۔ پتھر پر ڈالیں تو کیا وہ منعکس ہوگی۔ تو بندے اپنے کردار اور اپنے عقیدے اور اپنے ایمان سے گندے جوہڑ کا کیچڑ بن جاتے ہیں جبکہ روزہ اس مٹی کو' اس کیچڑ کو' اس پتھر کو پالش کر کے شیشہ بناتا ہے' آئینہ بناتا ہے۔

مجھے عجیب اتفاق ہوا۔ ہم وزیرستان میں تھے تو نشانہ بازی کی بات آ گئی۔ انہوں نے اپنے چار پانچ نشانہ باز چنے اور پٹھانوں کے پاس تو نسوار کی ڈبیا پر اتنا سا شیشہ لگا ہوتا ہے۔ اب وہ کوئی تین سو گز دور پہاڑی کے اوپر انہوں نے سورج کے رخ پر وہ ڈبیا رکھ دی۔ یقین مانیں کہ یہ حسن اتفاق تھا کہ ایک ایک گولی سب کو ملتی تھی ان میں میں بھی شامل تھا۔ پانچ وہ تھے چھٹا میں تھا تو ہمیں وہ شیشہ اتنا نظر آتا جتنی کوئی چھوٹی پلیٹ ہوتی ہے۔ کیونکہ سامنے سے اس پر سورج پڑ رہا تھا۔ اس ڈبی کا اپنا حجم تو اتنا سا تھا لیکن نظر وہ اتنا بڑا آتا تھا۔ اس لئے جو نشانہ باز گولی چلاتا تھا وہ کبھی اس کے دائیں لگتی کبھی بائیں لگتی' تیسرے راؤنڈ میں اتفاق سے میری گولی اس میں لگ گئی اور یوں میرا وہ بڑا اعزاز بن گیا لیکن وہ محض حسن اتفاق تھا اور اندازہ تھا ورنہ شیشہ جتنا تھا اتنا نظر نہیں آتا تھا اس سے بہت بڑا یعنی پلیٹ جتنا بڑا نظر آتا تھا کیونکہ سامنے سے سورج پڑ رہا تھا۔ اسی طرح جب قلبِ انسانی اوصافِ ملکوتی پیدا کرتا ہے' بھوکا رہتا ہے اللہ کے حکم کے مطابق' اب صرف بھوک نہیں ہے اس کے ساتھ اطاعت الٰہی کا نور بھی ہے' پیاسا ہے اور صرف پیاس نہیں ہے اس کے ساتھ اتباع رسالت کا نور بھی ہے۔ ایک نورِ ایمان ہے جو وابستہ ہے محمد رسول اللہ سے' ایک نورِ ایمان ہے جو آپ کی وساطت سے وابستہ ہے ذاتِ باری تعالیٰ سے تو گویا ہم نے دل کو لطف وکرمِ الٰہی کی شعاعوں کے سامنے رکھ دیا۔ اب یہ جو اس میں طہارت اور پاکیزگی آئے گی یہ وجود کو اور ذہن کو اور سوچوں کو جلا بخشے گی اور آدمی رمضان سے جب نکلے گا تو بہتر سوچے گا۔ رمضان المبارک

www.naqshbandiaowaisiah.com

سے جب نکلے گا تو بہتر عمل کرنے کی کوشش کرے گا۔ رمضان المبارک سے جب نکلے گا' ایک مہینہ کورس کرے گا تو سچ بولنے کی کوشش کرے گا۔ جب ایک مہینہ کے اس کورس سے نکلے گا تو اس کی زندگی بدل چکی ہوگی۔ قبل رمضان اور بندہ ہوگا اور بعد رمضان کوئی اور سا بندہ نظر آئے گا۔ خدانخواستہ اگر ایسا نہیں ہوتا اور جیسا کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ رمضان المبارک میں مساجد بھر جاتی ہیں اور عید کے ساتھ ہی پھر وہی پرانے نمازی رہ جاتے ہیں اور نئے لوگ نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ انہوں نے رمضان المبارک کا پورا مہینہ مجاہدہ کیا لیکن شاید انہیں حاصل کچھ نہیں ہوا، ایک بات یاد رکھ لیجئے' ہمارے ہاں ایک رواج ہے کہ ثواب ملے گا اور آخرت میں ملے گا لیکن شاید ہی کبھی کسی نے یہ تکلیف گوارا کی ہو کہ وہ ہمیں ثواب کی کوئی ڈیفینیشن بھی بتائے کہ ثواب ہوتا کیا ہے؟

قرآن حکیم میں لفظ ثواب بدلے کیلئے استعمال ہوا ہے کہ عمل کے بدلے میں جو کچھ ملتا ہے اور صرف نیکیوں کے لئے استعمال نہیں ہوا' کافروں اور بدکاروں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے "هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ" کافروں کو اور کیا بدلہ ملے گا "مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ" وہی ملے گا جو ان کا کردار ہے۔ وہاں بھی لفظ ثواب استعمال ہوا ہے کہ کافر کو بھی ثواب ملے گا مگر کیا ثواب ملے گا؟ جو زندگی بھر وہ کرتا رہا۔ کفر کرتا رہا' نافرمانی کرتا رہا اس کا بدلہ ملے گا لہٰذا ثواب کردار کے بدلے کا نام ہے کوئی جنس نہیں ہے جو آپ کو مل جائے گی اور عبادات' روزمرہ کی عبادات سے لے کر رمضان المبارک تک تمام عبادات کا خاصہ یہ ہے کہ وہ عملی زندگی میں انقلاب پیدا کریں۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ عبادت کا ثواب کیا ہے؟ عبادت کا بدلہ کیا ہے؟..... "وہ برائی سے اور بے حیائی سے روکتی ہے"۔ دو لفظوں میں تمام انسانی لغزشوں کو اللہ نے سمو دیا، ہر گناہ برائی ہے اور اگر بہت ہلکا بھی ہے تو بے حیائی ہے تو فرمایا کہ عبادت کا ثواب یہ ہے "یقیناً عبادت روک دیتی ہے بے حیائی سے اور برائی سے"۔ اب ہم ایک مشروب پیتے ہیں اور پیاس نہیں بجھتی۔ پانی کا خاصہ یہ ہے کہ اس کے پینے سے پیاس ختم ہو جائے لیکن ہم پیتے چلے جا رہے ہیں اور پیاس بجھ نہیں رہی تو اس کا مطلب ہے کہ اگر پانی میں کوئی خرابی نہیں ہے تو پھر ہمارے اندر کوئی خرابی ہے۔ ایک مرض ہو جاتا ہے اس کو کہتے ہیں استسقاء مریض استسقاء پانی پیتا ہی رہتا ہے اس کے منہ سے جدا نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود اس کی پیاس نہیں بجھتی۔ مولوی سعدیؒ نے نعت کا ایک شعر کہا ہے کہ:-

نہ حسنش غائتِ دارد نہ سعدی راسخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہم چناں باقی

وہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن کی کوئی حد ہے نہ سعدی کے پاس کلام کی اتنی وسعت کہ نعت کہہ کر اسے سمو سکے۔ یہاں تو عالم یہ ہے کہ استسقاء کا مریض پانی پیتے پیتے پھر پیاسا ہی مر جاتا ہے حالانکہ دریا بھرا ہوا بہہ رہا ہوتا ہے۔ مستسقی' یعنی استسقاء کے مریض کو دریا کے کنارے اگر ڈال دیں وہ بھر بھر کر پیتا رہے' مر جائے گا لیکن پیاس ختم نہیں ہوگی۔ نبی علیہ السلام کی تعریف کرنے والا تعریف کرتے کرتے تھک جائے گا اور اس کی عمر ختم ہو جائے گی اور آپ کے حسن کا احاطہ نہیں کر سکے گا۔ تو اگر پانی سے پیاس نہیں بجھتی تو پھر ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہمارے اندر کوئی مرض ہے پھر اس مرض کا علاج ہونا چاہئے۔ یعنی رمضان المبارک کے کورس کے بعد بھی اگر ہمارا کردار تبدیل نہیں ہوتا تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارے اندر کوئی مرض ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

رمضان کا پہلا عشرہ ہی اتنا مبارک ہے...... عبادات کے درجے بڑھا دیئے گئے' شیاطین قید کر دیئے گئے' توبہ کی قبولیت کے دروازے کھل گئے اور اللہ کی بارگاہ سے آواز آتی ہے سحری کے وقت' فرمایا حضور ﷺ نے کہ اللہ کریم کی بارگاہ سے ندا ہوتی ہے کہ ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ اسے بخش دیا جائے۔ یعنی سارا سال تو بخشش مانگنے والے گڑگڑاتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں بخش دے اور رمضان المبارک کے پہلے عشرے میں بارگاہِ ایزدی سے آواز لگائی جاتی ہے کہ ہے کوئی بخشش کے طالب کہ انہیں بخش دیا جائے۔

تو رمضان المبارک کی اصل اساس یہ ہے کہ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جسے ایک خاص تقدس' ایک خاص اعزاز دے کر' ایک خاص سربلندی دے کر اس لئے منتخب فرمایا گیا ہے کہ اس میں اللہ کا کلام نازل ہوا۔

عجیب بات یہ ہے کہ روزے ہم پر ہی فرض نہیں ہوئے کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ تم پر ایسے ہی فرض کئے گئے ہیں جیسے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے۔ ہر امت پر روزے فرض تھے اور ہر نبی پر جو کلام الٰہی نازل ہوا اس کی ابتداء رمضان المبارک ہی میں ہوئی۔ اور قرآن کریم بھی سارے کا سارا علم الٰہی سے لوحِ محفوظ میں آیا لوحِ محفوظ سے آسمانِ اول پر رمضان المبارک منتقل فرمایا گیا اور نزولِ وحی کی ابتداء اسی ماہ مبارک میں ہوئی اور پھر مسلسل نازل ہوتا رہا۔ تو اس مہینے کو یہ شرف حاصل ہے کہ:-

کر دیا ہم سخن بندوں کو خدا سے تو نے

بندوں میں' مشت غبار میں وہ اہلیت پیدا کرتا ہے' وہ پاکیزگی پیدا کرتا ہے وہ طہارت پیدا کرتا ہے' وہ لطافت لے آتا ہے کہ کلام الٰہی کو سننے اور سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق ارزاں ہو جاتی ہے۔

خدانخواستہ اگر ہماری زندگی میں رمضان المبارک سے کوئی تبدیلی نہیں آتی تو ہمیں سمجھنا یہ ہوگا کہ ہمارا مرض اتنا گہرا اتنا شدید' اتنا خطرناک ہو چکا ہے کہ...... دواؤں میں ایک دوا ہوتی ہے'

"Live Saving Drug" جسے کہتے ہیں زندگی بچانے والی دوا تو آخری علاج ہوتا ہے کسی کو موت سے یا بیماری سے بچانے کے لئے وہ ایک دوا دی جاتی ہے اگر وہ بھی اثر نہ کرے تو بندہ لا علاج ہو کر تڑپ کر مر جاتا ہے۔

یہ رمضان المبارک جو ہے یہ مومن کے لئے Live Saving Drug کی حیثیت رکھتا ہے زندگی بچانے کا سب سے آخری علاج ورنہ تو بندے کو ہر عبادت کے ساتھ سلجھ جانا چاہئے۔ ایک تسبیح سے زندگی بدل جانی چاہئے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس کی ایک تسبیح قبول ہوگئی اس کی نجات ہوگئی۔ زندگی میں ایک بار اس نے کہا سبحان اللہ ایک تسبیح ہے' الحمد للہ' ایک تسبیح ہے اللہ اکبر ایک تسبیح ہے کوئی ایک تسبیح جو اللہ کی اس نے کی وہ قبول ہوگئی تو وہ جنتی ہے۔ اب جنتی ہونے کی بھی دلیل ہے کہ علمائے حق نے جو یہ بحث فرمائی ہے بندے کے زندہ جنتی ہونے کی' کیسے ضمانت مل سکتی ہے جبکہ شیطان موجود ہے' نفس موجود ہے' دنیا اور دنیاوی حاجات موجود ہیں' دنیا اور دنیا کی رنگینیاں موجود ہیں تو وہ کیسے ان سے بچ سکے گا؟ تو علمائے حق فرماتے ہیں کہ جس کو اللہ جنتی قرار دے دیتا ہے پھر اسے وہی کام کرنے کی توفیق ارزاں کر دیتا ہے جو اہل جنت کو زیب دیتے ہیں۔ دوزخیوں والے کاموں سے اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

تو ہمارے پاس یہ معیار ہے کہ گزشتہ پون صدی میں...... میں اپنی بات کر رہا ہوں جس کی عمر پون صدی ہے کہ میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

نے گزشتہ پون صدی میں کوئی ایک تسبیح ایسی پڑھی جو قبول ہوئی۔اگر قبول ہوئی تو میرا کردار نیک ہو جانا چاہئے اور اب اگر ابھی تک میرے کردار میں مثبت تبدیلی نہیں آئی تو اس کا مطلب ہے کہ میں آج تک جو کچھ کرتا رہا ''چج'' مارتا رہا، اس قابل تو ایک تسبیح بھی نہیں تھی جو قبول ہوتی' یہی حال رمضان المبارک کا ہے۔اگر ہمارا روزہ، ہماری عبادت، ہمارے ذکر اذکار، ہماری تسبیحات، ہماری تلاوت، ہماری یہ بھوک اور پیاس قبول ہوتی ہے تو اگر کوئی نیک بھی ہے تو رمضان المبارک کے بعد اس میں تبدیلی نظر آنی چاہئے کہ یہ اور نیک ہو گیا ہے۔اگر کوئی خطا کار ہے تو اس کی زندگی بدل جانی چاہئے۔کہ یہ دوسرا انسان ہے اور انسانی گناہ اس کی رحمت کو عاجز نہیں کر سکتے۔کوئی شرط نہیں لگائی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ کون سا گناہ معاف ہوگا کونسا نہیں بلکہ فرمایا کہ زندگی میں جتنے گناہ کر چکا ہو وہ معاف کر دیئے جائیں گے۔گناہ کا معاف ہونا اور توبہ کا قبول ہونا بالکل ایسے ہوتا ہے جیسے کوئی گھاؤ ہو' گہرا زخم ہو اور وہ بھر جائے' مندمل ہو جائے۔آپ جانتے ہیں کہ جہاں زخم ہو اور وہ بھر جائے تو وہ جگہ کتنی حساس ہو جاتی ہے وہاں دوبارہ چوٹ کھانے کو جی تو نہیں چاہتا' وہاں تو کوئی انگلی رکھے تو احساس ہوتا ہے کہ اسے نہ چھیڑ یار یہ ابھی ابھی ٹھیک ہوا ہے۔اگر توبہ قبول ہو جائے اور گناہ معاف ہو جائیں تو اسی طرح گناہ نہ کرنے کو جی چاہتا ہے اور گناہ کی بات ہو تو بندے کو درد ہوتا ہے کہ یار ابھی تو یہ زخم بھرا ہے پھر دوبارہ چوٹ نہیں کھاؤں گا۔

یہ ساری باتیں وہ ہیں جو رمضان المبارک کے حوالے سے ہمیں یہ احساس دلاتی ہیں کہ ہمیں ان ان باتوں کا اپنی ذات پر تجزیہ کرنا چاہئے۔ہمارا ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ ہم خود کو تو ولی اللہ سمجھتے ہیں' خود کو تو فرشتہ سیرت سمجھتے ہیں،خود کو الگ کر لیتے ہیں اور باقی ساری دنیا پر تنقید کئے چلے جاتے ہیں۔لوگوں کا معاملہ رب العلمین کے ساتھ ہے اور ہم نہیں جانتے کہ کس کی کس غلطی پر وہ اسے پکڑ لے گا اور کس کی کس چھوٹی سی نیکی پر اس کی ساری غلطیاں معاف کر دے گا۔اس میں وہ نہ ہم سے پوچھے گا نہ ہم سے مشورہ کرے گا' نہ ہماری اتنی حیثیت ہے۔ اس لئے لوگوں کا معاملہ اسی پر رہنے دو جو لوگوں کا مالک ہے صرف اپنے آپ کو اپنے سامنے رکھو' اپنی عدالت لگاؤ اور اس میں خود کو مجرم کے کٹہرے میں کھڑا کر کے اپنا محاسبہ کرو' اپنے آپ سے پوچھو کہ آج تک تو کیا کرتا رہا اور آج تجھے اللہ نے پھر رمضان دے دیا ہے' کیسا کریم ہے کہ تو خطا کرتا ہے وہ تیری بخشش کے اسباب مہیا فرماتا ہے۔ تو دور بھاگتا ہے اور وہ تیرے سامنے منزل لا کر رکھ دیتا ہے۔تو منزل سے بھاگتا ہے اور وہ منزل اٹھا کر تیرے سامنے رکھ دیتا ہے۔تو اس کی بارگاہ سے بھاگتا ہے اور وہ تجھے اٹھا کر اپنے حضور لانا چاہتا ہے۔

فیصلہ ہمیں یہ کرنا ہے اپنا تجزیہ کر کے کہ وہ کون سی برسات ہے جس میں پھول نہ کھلیں' وہ کیسی برسات ہے جس میں سبزہ نہ آگے' وہ کیسا رمضان ہے جس میں کردار تبدیل نہ ہوں' دیکھنا یہ ہے کہ برسات برسی' پھول نہیں کھلے تو یقیناً چٹان ہوگی' پتھر ہوگا' زمین ہوتی' مٹی ہوتی تو اس میں پھول کھلتے۔مٹی ہوتی تو اس پر سبزہ اگتا لیکن چٹانوں پر تو نہیں اگتا' برساتیں گزر جاتی ہیں' تجزیہ ہمیں اپنا کرنا ہے کہ میں مشت غبار ہوں یا کہیں سنگلاخ چٹان تو نہیں بن گیا۔ہر فرد ہمیشہ اپنے فائدے کی سوچتا ہے اسلام یہ ہے کہ اپنا معاملہ رب پر چھوڑ کر دوسروں کا فائدہ سوچو۔جب تم دوسروں کے لئے بہتر سوچو گے تو وہ کریم تمہارے لئے تمہاری سوچ سے زیادہ بہتری عطا فرمائے گا۔اللہ کریم ہمیں محاسبہ کرنے کی' توبہ کرنے کی' اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے سینوں کو ہمارے دلوں کو نور ایمان سے منور فرمائے۔آمین۔وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین

www.naqshbandiaowaisiah.com

کچھ حدود آرڈیننس اور شرعی عدالت کے بارے میں

تحریر۔ مولانا محمد صدیق ارکانی

بشکریہ ماہنامہ حق نوائے احتشام کراچی

آج کل...... ٹی وی اور اخبار...... وغیرہ میں جس چیز کو حد سے زیادہ اچھالا جارہا ہے وہ حدود آرڈیننس ہے۔ ٹی وی کا کوئی پروگرام اور اخبار...... کا کوئی صفحہ حدود آرڈیننس کی خبر کے بغیر شائع نہیں ہورہا ہے' ایسا لگتا ہے کہ یہ ایک بہت بڑی مصیبت یا آسمانی آفت ہے جو ترقی کی راہ میں سنگ گراں کی طرح حائل ہے اس لئے اسے ہٹا کر ہی دم لینا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ حدود آرڈیننس کس بلا کا نام ہے جو دشمنان اسلام کو ہضم ہی نہیں ہورہا ہے اور سب ہی اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

اس حقیقت سے انکار مشکل ہے کہ جمہوریت کی راہ سے ملک میں صحیح اسلام نہ ماضی میں آیا ہے اور نہ ہی آسکتا ہے' جس طرح سوئی کے سوراخ سے اونٹ کا گزر جانا ناممکن ہے بالکل اسی طرح براہ جمہوریت احکام اسلام کی تنفیذ ناممکن ہے' البتہ امریکی اسلام' روسی اسلام' ایرانی اسلام' ماڈرن اسلام' ماہنامہ اسلام اور سربریدہ اسلام براہ جمہوریت آسکتا ہے۔ محمدی اسلام' خالق کائنات کا پسندیدہ اسلام' صحابہ کرام کا اسلام اور عنداللہ مقبول اسلام ہمیشہ براہ خلافت آیا ہے اور آئندہ بھی براہ خلافت علی منہاج النبوۃ ہی آئے گا۔

جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء کے بعد ہی ۱۹۷۷ء سے ہمارے اکابرین نے یہ کوشش شروع کردی کہ تنفیذ اسلام کی کوئی نہ کوئی صورت نکالی جائے' چنانچہ جنرل ضیاء الحق نے اسلامائزیشن کے عمل کے لئے ایک کمیٹی ترتیب دی' کمیٹی کے افراد ملک کے سینئر ترین قانون دان' ماہر ترین علما ملکی و بین الاقوامی سیاست کی گلی کوچوں سے واقف کار' جہاندیدہ' امانت دار و دیانت دار اور انتہائی باصلاحیت تھے جیسے شریف الدین پیرزادہ' اے کے بروہی' اے کے ہمدانی' جسٹس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب' خالد ایم اسحاق' جسٹس محمد افضل چیمہ مولانا ظفر احمد انصاری' پیر کرم شاہ ازہری وغیرہ شامل تھے انہوں نے شب و روز اور لیل و نہار مسلسل چھ ماہ خوب خوب تحقیق کی' بحث و مباحثہ کیا اور درج ذیل غیر ملکی سینئر ترین ماہرین سے بھی مدد لی' شام کے سابق اسپیکر' ڈاکٹر معروف دوالیبی' شام ہی کے معروف اسکالر ڈاکٹر مصطفی زرقاوی اور سوڈان کے ایک سابق اٹارنی جنرل اس کے بعد مذکورہ کمیٹی نے حدود کے متعلق اپنی سفارشات کو حتمی شکل دی اور جنرل ضیاء الحق کے سامنے پیش کیا جسے ضیاء الحق نے ۱۹۷۸ء کو ایک آرڈیننس کی شکل میں نافذ کردیا۔

یہ حدود آرڈیننس حد قذف' حد سرقہ' حد شرب' حد زنا' حکم امتناع' قصاص' دیت وغیرہ پر مشتمل ہے' اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد دشمنان اسلام' یورپی ممالک اور اعداء دین متین حرکت میں آگئے اور اسے فرد واحد (ضیاء الحق) کا لاگو کردہ قانون قرار دیا جانے لگا اور اسے حد سے زیادہ تنقید کا نشانہ بنایا جانے لگا اس کی قدرے تفصیل ڈاکٹر طفیل ہاشمی صاحب کی کتاب ''حدود آرڈیننس کتاب و سنت کی روشنی'' میں ہے۔

اس وقت سے ۱۹۹۸ء تک یہ لوگ اس کے خاتمے کی کوشش میں مصروف رہے لیکن انہیں مکمل ناکامی ہوئی۔ ۱۹۹۹ء میں جنرل پرویز مشرف صاحب صدارت پر فائز ہوئے اور انہیں پھر دوبارہ امید کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرن نظر آئی اور یہ لوگ پھر میدان میں نکل آئے' صدر صاحب متعدد بار یہ فرما چکے ہیں کہ حدود قوانین فرد واحد کے نافذ اور وضع کردہ ہیں اس لئے ان پر نظر ثانی میں کوئی مضائقہ نہیں ہے' حالانکہ یہ حدود فرد واحد کے وضع کردہ قطعاً نہیں ہیں۔

بہر حال صدر مشرف صاحب نے اپنے موقف کی تائید میں "نیشنل کمیشن آن دی اسٹیٹس آف ویمنز" کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ اس کا جائزہ لے کر اپنی سفارشات پیش کرے۔ کمیشن کی چیئر پرسن ریٹائرڈ جسٹس واجدہ رضوی نے ۲۰۰۳ء کی آخری سہ ماہی میں اپنی جائزہ رپورٹ جنرل صاحب کو پیش کی اس جائزہ رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ حدود قوانین میں تبدیلیوں سے عورتوں کے حقوق پر پڑنے والے منفی اثرات ختم نہیں ہو سکتے اس لئے انہیں سرے سے ختم کر دینا ہی مناسب ہے (استغفر اللہ) مذکورہ کمیشن میں اسلامی نظریاتی کونسل کے سابق چیئر مین ڈاکٹر ایس ایم زمان بھی تھے' انہوں نے واجدہ کی رپورٹ کو غیر آئینی اور غیر قانونی قرار دیا ہے۔

۲۰۰۳ء ہی میں "ہیومن رائٹس کمیشن آف امریکا" منظر عام پر آئی جس میں حدود اور توہین رسالت کے قوانین پر شدید تنقید کی گئی۔ ۲۰۰۴ء میں پیپلز پارٹی کی خاتون رہنما شیری رحمٰن نے قومی اسمبلی میں ایک بل جمع کرایا جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ حدود قوانین کو منسوخ کیا جائے۔

گربہ میر' وسگ وزیر وموش را دیواں کنند
ایں چنیں ارکان· دولت ملک را ویران کنند

یعنی اگر بلی کو بادشاہ' کتے کو وزیر اور چوہے کو ارکان سلطنت میں شامل کر لیا جائے تو یہی ارکان سلطنت ملک کو تباہ و برباد کر دیں گے۔

اس کے علاوہ بھی متعدد بار حدود کو چیلنج کیا جا چکا ہے اور نظر ثانی کی جا چکی ہے لیکن ہر مرتبہ اغیار ہی کو ناکامی ہوئی ہے۔ اب ۱۶ جون ۲۰۰۶ء میں) ڈاکٹر محمد سلیم خاکی صاحب نے ڈاکٹر اسماعیل قریشی صاحب کی طرح حدود آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا ہے۔ اب آیئے ذرا وفاقی شرعی عدالت پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

وفاقی شرعی عدالت کا قیام بھی ہمارے اکابر علماء اور محبِّ اسلام وطن باکمال افراد کی جہد مسلسل اور پیہم محنت کا نتیجہ ہے جس کی منظوری جنرل ضیاء الحق صاحب نے ۱۹۸۰ء سے قبل دی پھر اس عدالت میں ان باکمال اور لاجواب افراد کو متعین کیا گیا جو ہر اعتبار سے باصلاحیت اور منتخب شدہ ہیں' جسٹس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اور پیر کرم شاہ ازہری جیسے نابغہ روزگار افراد اس مٰیں شامل تھے۔

استاد محترم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدھم نے ۱۹۹۱ء کو دورہ حدیث کے درس کے دوران فرمایا کہ پاکستان کا کوئی بھی شہری کسی بھی غیر اسلامی حکم کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کر سکتا ہے' اور عدالت اس کا جائزہ لے کر پہلے تو اس کا متبادل اسلامی حکم بیان کرے گی پھر حکومت کو تبدیلی حکم پر مجبور کرے گی اگر حکومت اس پر آمادہ نہ ہو تو یہ عدالت متبادل اسلامی حکم نافذ کر دے گی' یہ ایک ایسا اختیار ہے جس کے تحت غیر اسلامی احکام کی جگہ اسلامی احکامات نافذ کئے جا سکتے ہیں چنانچہ ان اختیارات کے تحت حدود آرڈیننس کی طرح بہت سے اسلامی احکامات نافذ کئے جا چکے ہیں۔

اسی اختیار کو استعمال کرتے ہوئے وفاقی شرعی عدالت نے سود کی حرمت پر پہلا فیصلہ ۱۴ نومبر ۱۹۹۱ء کو دیا اور دوسرا مفصل ومدلل فیصلہ ۲۳ جنوری ۱۹۹۹ء کو دیا' ان فیصلوں کے باوجود جب حکومت ٹس سے مس نہیں ہوئی تو وفاقی شرعی عدالت نے مئی ۲۰۰۱ء میں حکومت کو آخری مہلت دی اور کہا کہ ۳۰ جون ۲۰۰۲ء تک جملہ بینکوں سے سود کا خاتمہ کر کے اس کا متبادل نظام قائم کیا جائے جس کا مفصل خاکہ پیش کر دیا گیا ہے۔ ورنہ وفاقی شرعی عدالت کا بیان کردہ خاکہ خود بخود

www.naqshbandiaowaisiah.com

نافذ العمل ہو جائے گا۔

اس آخری مہلت کے بعد وفاقی شرعی عدالت کی ٹیم کے سربراہ پر دباؤ ڈالا گیا تا کہ وہ اپنا فیصلہ واپس لیں یا اس میں ردو بدل کریں لیکن سربراہ نے معذرت کی اس لئے ۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ ۲۴ مئی ۲۰۰۲ء میں جسٹس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کو سبکدوش کر کے ان کی جگہ ڈاکٹر خالد محمد صاحب اور ڈاکٹر راشد احمد جالندھر صاحب کو مقرر کیا گیا یوں پاکستانی عوام کو ایک عظیم المرتبت جہاندیدہ عبقری شخصیت کی قومی وملت خدمت سے محروم کر دیا گیا جس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔

حدود آرڈیننس کی دفعات ۵ اور ۶ میں رجم (سنگساری) کو بطور حد شرعی نافذ کیا گیا ہے جس طرح سعودی عرب میں عملاً نافذ ہے۔ رجم کی یہ حد دشمنان اسلام کو بالکل پسند نہیں ہے۔ اس لئے وہ اسے حیوانی فعل سے تعبیر کرتے ہیں جبکہ یہ حکم ربانی ہے' یہ لوگ شروع ہی سے اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ حد رجم کو کسی طرح ختم کیا جائے' البتہ یہ لوگ براہ راست نام رجم کا نہیں لیتے بلکہ حدود آرڈیننس ہی کو غیر شرعی اور حیوانی فعل سے تعبیر کرتے ہیں جس کی تفصیل آ چکی ہے۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

۱۹۸۳ء میں وفاقی شرعی عدالت میں ایک درخواست دائر کی گئی اور اس میں حد رجم کو چیلنج کیا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ یہ حد شرعی نہیں ہے اس لئے اس میں نظر ثانی کی جائے۔

نظر ثانی کی اس درخواست پر وفاقی شرعی عدالت نے چھ سینئر ترین ججوں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی تا کہ وہ اس کا جائزہ لے' ان چھ ججوں میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب بھی تھے اس کمیٹی نے مکمل بحث ومباحثہ اور تحقیق وتدقیق کے بعد مفصل ومدلل فیصلہ صادر کیا اور کہا کہ رجم حد شرعی ہے اور احکام اسلام کے منافی نہیں ہے' مولانا عثمانی صاحب کا یہ مفصل ومدلل فیصلہ صادر کیا اور کہا کہ رجم حد شرعی ہے اور احکام اسلام کے منافی نہیں ہے' مولانا عثمانی صاحب کا یہ مفصل فیصلہ پی ایل ڈی کے اکتوبر ونومبر ۱۹۸۳ء کے شماروں میں شائع ہو چکا ہے اور اب ہفت روزہ ضرب مومن کراچی شمارہ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ' جون ۲۰۰۶ء میں بھی شائع ہوا ہے' اس مفصل ومدلل فیصلہ کے بعد یہ شبہ بھی باقی نہیں رہتا کہ شاید رجم غیر اسلامی حکم ہے۔

یہ بھی عجیب بات ہے کہ پاکستان کے بہت سے شعبوں میں نہ صرف غیر اسلامی قوانین نافذ ہیں بلکہ انہیں مزید غیر اسلامی بنانے کی کوشش بھی کی جا رہی ہے۔ جیسے سود کے لین دین کی مکمل اجازت ہے' موسیقی واداکاری کی اجازت ہے' مووی اور تصویر کشی کی اجازت ہے سرکاری اسکولوں میں غلط نصاب پڑھانے کی اجازت ہے' غیر اسلامی لباس زیب تن کرنے کی اجازت ہے' پتلون اور ٹائی لٹکانے کی اجازت ہے' شراب پینے اور پلانے کی اجازت ہے' عیاشی وفحاشی کی اجازت ہے' ذخیرہ اندوزی کی اجازت ہے' جمعہ کے بجائے اتوار کو چھٹی کرنے کی اجازت ہے' مخلوط تعلیم کی اجازت ہے' مجاہدین کو دہشت گرد قرار دے کر قتل کرنے کی اجازت ہے' غرض تقریباً ہر شعبہ ہائے زندگی میں غیر اسلامی قوانین نہ صرف نافذ العمل ہیں بلکہ بڑوں کی سرپرستی میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ان قوانین پر آج تک نہ کسی نے اعتراض کیا نہ کالم لکھا اور نہ ہی انہیں اسلامی بنانے کی کوشش کی گئی۔ بلکہ ان غیر شرعی قوانین پر اجتہاد کی گنجائش بھی نہیں نکالی گئی' ان قوانین میں حدود آرڈیننس بھی ہے جو کافی حد تک نہ صرف اسلامی ہے بلکہ سنت وشریعت کے عین مطابق بھی ہے۔ اس کے باوجود اس کی خامیاں نکالی جا رہی ہیں' مفاسد بیان کئے جا رہے ہیں اور سارا نزلہ اس پر گرایا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے' کہ موجودہ زمانے کے مستشرقین اجتہاد کر کے حدود اللہ اور قرآن وسنت کا حلیہ بگاڑ دیں' یاد

www.naqshbandiaowaisiah.com

رکھئے کہ قرآن وسنت کی من مانی تشریح سے قرآن وسنت کا حلیہ بگڑے یا نہ بگڑے اپنا حلیہ ضرور بگڑ جائے گا۔ تاریخ اس پر شاہد ہے۔

یہ بھی عجیب بات ہے کہ حدود آرڈیننس ایک خالص مذہبی اور تحقیقی مسئلہ ہے اس کے باوجود اس پر عوام سے رائے لی جا رہی ہے جبکہ یہ کام محققین و مقننین اور ممتاز جہاندیدہ علما کا ہے جنہیں دیدہ دانستہ دور رکھا جا رہا ہے۔ جبکہ حدود آرڈیننس پر متعدد بار نظر ثانی بھی کی جا چکی ہے۔

کیا آپ نے کبھی کسی فوجی قانون، عدالت قانون، طبی قانون اور وکالتی قانون وغیرہ کو بھی عوام میں پیش کیا ہے اور عوام سے رائے طلب کی ہے یا اس قانون کو متعلقہ قانون کے ماہرین کے سامنے رکھا ہے اور ان کی رائے کو حرف آخر قرار دیا ہے۔ اگر وہاں ایسا نہیں ہے تو یہاں کیوں ایسا ہو رہا ہے؟ وہ لوگ جو یورپ کے تعلیم یافتہ ہیں، انگریزی دان ہیں، منہ پہ داڑھی نہیں ہے، شکل وصورت یہود و ہنوز کی ہے، وضع قطع غیر اسلامی ہے، لباس غیر شرعی ہے، بال انگریزی ہیں، صوم وصلوٰۃ سمیت مالی وبدنی عبادات کو ورزش اور خدمت انسانیت قرار دیتے ہیں، عربی کی ابجد سے ناواقف ہونے کے باوجود غیر مستند اردو تراجم دیکھ کر قرآن وحدیث کی نہ صرف من مانی تشریح کرتے ہیں بلکہ مجتہد ہونے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں اس قسم کے حضرات ٹی وی میں آرہے ہیں، اخبارات کے صفحات سیاہ کر رہے ہیں اور خوب تحفظات واعتراضات کر رہے ہیں۔

اس وقت میرے سامنے روزنامہ...... کراچی اشاعت ۱۴ جون ۲۰۰۶ء ہے اس اشاعت کے دو اخباری صفحات اس کار خیر کے لئے مختص کئے گئے ہیں، سرورق کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) کہ درج ذیل مسائل میں اجتہاد ممکن ہے (ت) نہیں معلوم اجتہاد کی صلاحیت کس کے پاس ہے، کاش مجتہدین کے نام بھی آجاتے؟ (۲) حدود اللہ میں بحث نہیں ہے (ت) کیا حد زنا، رجم، حد قذف وغیرہ حدود الناس ہیں۔

(۳) رب العالمین کا قانون قرآن وسنت میں موجود ہے۔

(ت) کیا رب العالمین کا قانون اجماع امت وقیاس شرعی میں نہیں ہے؟ ان دونوں صفحات میں حدود آرڈیننس کے متعلق گیارہ مسائل کا اجمالی خاکہ ہے پھر ہر مسئلہ کے تحت سفارش بھی ہے۔ اگر ان گیارہ مسائل پر بحث کی جائے تو یقیناً ضخیم کتاب بنے گی۔ اس لئے اشاروں اور کنایوں سے کام لیا جا رہا ہے۔

"العاقل تكفيه الاشارة"

(۴) پہلا اعتراض۔ زنا آرڈیننس کا غلط استعمال ہو رہا ہے اس لئے زنا آرڈیننس کو تبدیل کر دیا جائے۔ (ت) اگر کوئی شخص فوجی قوانین کا استعمال غلط کرتا ہے تو فوجی قوانین تبدیل کئے جائیں گے یا غلط استعمال کرنے والے کو سزا دی جائے گی؟

(۵) زنا کی جھوٹی ایف آئی آر درج کی جا رہی ہے اس لئے جب تک چار گواہ نہ ہوں تب تک ایف آئی آر درج نہ کی جائے۔ (ت) محترم مقدمہ دائر کرنے اور ایف آئی آر درج کرنے کا مطلب معاملہ کی تحقیق وتفتیش کے لئے اپنے آپ کو عدالت کے سامنے پیش کرنا ہے تاکہ درخواست اور ایف آئی آر کی بنیاد پر تحقیق وتفتیش کا آغاز ہو سکے، اس کے لئے نہ چار گواہوں کی ضرورت ہے اور نہ ہی ایک کی، گواہوں کی ضرورت تو اجرا حد کے لئے ہوتی ہے، اگر مقدمہ ہی دائر نہ ہو تو معاملہ کی تحقیق وتفتیش کون کرے گا اور کس بنیاد پر کرے گا۔

(٦) سابقہ علما و مقننین نے قرآن وحدیث کی غلط تشریحات کیں؟ (ت) وہ لوگ علم وعمل، خوف خدا، امانت و دیانت وغیرہ کے لحاظ سے موجودہ خود ساختہ مجتہدین سے بہت آگے تھے، اس کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

باوجود اگر انہوں نے غلط تشریح کی ہے تو اس کی کیا گارنٹی ہے کہ موجودہ نام نہاد محققین صحیح تشریح کریں گے؟ کل کوئی اور مجتہد پیدا ہوگا جو ان کی تشریحات کو غلط قرار دے کر اپنی تحقیق پیش کرے گا' اس طرح تو قرآن وحدیث کھلونا بن جائے گی۔

جیسی کرنی ہے ویسی بھرنی ہے نہ مانے تو کر کے دیکھ
جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ

(۷) اسلام عورتوں کو قید میں رکھنے کی منظوری نہیں دیتا(ت) اسلام خواتین کو عیاشی وفحاشی پھیلانے' بلاوجہ نیم عریاں ہوکر مارکیٹوں میں گھومنے پھرنے' اداکاری کرنے' فلمیں بنوانے' محفلوں کی زینت بننے اور مخلوط انداز میں تعلیم حاصل کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتا۔

(۸) زنا کے معاملے میں ذرا سا بھی شک ہو تو پھر حد کی سزا نہیں دی جاسکتی۔(ت) حد کی سزا تو نہیں ہوگی کیا تعزیر کی سزا بھی نہیں ہوگی؟ (۹) حمل زنا کا کافی ثبوت نہیں ہے۔(ت) اگر غیر شادی شدہ خاتون کا حمل زنا کا ثبوت نہیں ہے تو کیا یہ حمل صحیح جماع کا ثبوت ہے؟ کیا یہ حمل ثابت النسل ہے' اگر ثابت النسب ہے تو اس کا باپ کون ہے؟

(۱۰) حدود اللہ میں زنا بالرضا کی انتہائی سزا سو کوڑے ہیں' یہ سزا اس وقت دی جاسکتی ہے جب مجرم کے حالات اور اس کا پس منظر کسی بھی کمی کا متقاضی نہ ہو۔(ت) اگر زنا کی انتہائی سزا سو کوڑے ہیں تو رجم (سنگساری) کے متعلق جو متعدد صحیح احادیث ہیں وہ کہاں ہیں' ان پر کون عمل کرے گا۔ اس کو انکار حدیث کہتے ہیں' انکار حدیث درحقیقت انکار قرآن ہے کیونکہ قرآن کا اعلان ہے "ما اٰتا کم الرسول فخذو وما نھا کم عنہ فانتھوا" آج آپ نے انتہائی خوبصورت انداز میں رجم کو حدود اللہ سے نکال باہر کیا' پتہ نہیں کل اور کیا کیا نکالیں گے۔

اگر زانی اور قاتل کے حالات وپس منظر کے تحت حدود اللہ میں کمی ہو جائے تو کسی بھی زانی اور قاتل پر کبھی بھی حد جاری نہیں ہو سکے گی کیونکہ موجودہ پرفتن دور میں ہر زانی' شرابی' کبابی اور قاتل کی حمایت کرنے والے بہت زیادہ ہیں لہذا بڑی طاقتوں کی دھمکی پر اسلام ہی کو خیر باد کہہ دیا جائے۔ کیونکہ حالات خطرناک ہیں اور پس منظر اندوہناک ہے' یہی تو وجہ ہے کہ شہید ملت لیاقت علی خانؒ کا قاتل حالات اور پس منظر کے تحت سزا اور قتل سے بچ گیا ہے' آئندہ آپ کا قاتل بھی بچ جائے گا اور اپنی ماں بہنوں کی عفت پر ڈاکہ ڈالنے والا بھی حالات اور پس منظر کے تحت دھندنے پھیرے گا۔ انتظار کیجئے۔

(۱۱) مسلم دانشوروں سے گفتگو سے پتہ چلا کہ حدود میں اجتہاد ممکن ہے۔(ت) ظاہری بات ہے کہ مسلم دانشوروں سے گفتگو کا یہی نتیجہ نکلے گا جبکہ مسلم ممتاز علما سے گفتگو کرنی تھی' مسئلہ طب کا ہے راگیروں اور ماہی گیروں سے کیوں گفتگو کی جائے گی' معاملہ قانون کا ہے تو مقننین اور ماہرین قانون کے بجائے عام سپاہیوں اور ملازموں سے کیوں رائے لی جائے گی؟ کیا مسلم دانشور بانی پاکستان' شہید ملت اور صدر پاکستان حدود میں اجتہاد کر سکتے ہیں؟

(۱۲) اگر اسلامی اصولوں کو مدنظر رکھا جائے تو زیادتی کا شکار ہونی والی (زنا بالجبر) کو ملزم قرار نہیں دیا جاسکتا۔(ت) ٹھیک ہے کہ اسلامی اصولوں کے مدنظر وہ ملزم نہیں ہے لیکن اسلامی اصولوں کے مدنظر اس پر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ بلاوجہ نیم عریاں ہوکر بازاروں اور مارکیٹوں کا چکر نہ لگائے' اجنبی مردوں سے فون پر پیار محبت کی باتیں نہ کرے' مخلوط انداز میں انگریزی تعلیم حاصل نہ کرے' پردے کا مکمل لحاظ کرے اور زنا بالجبر کا موقع ہی فراہم نہ کرے ورنہ اسے ان امور کی پامالی کی سزا دی جائے گی۔

(۱۳) آج تک عصمت دری کے کسی ملزم پر حد کا اطلاق نہیں کیا

www.naqshbandiaowaisiah.com

گیا۔ (ت) کیا کسی اور ملزم پر بھی حد کا اطلاق کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قانونی پیچیدگی صرف حدود آرڈیننس میں نہیں دیگر قوانین میں بھی ہے تو ان قوانین کی پیچیدگی دور کرنے کی کوشش کیوں نہیں کیا جارہی ہے۔

(۱۴) حدود آرڈیننس کا اطلاق غیر مسلموں پر بھی کر دیا گیا ہے جبکہ اسلامی ریاست میں شریعت کا تقاضا ہے کہ غیر مسلم اپنے طور طریقوں کے مطابق زندگی گزار سکتے ہیں' ان پر مقدمات بھی ان کی مذہبی تعلیم کے مطابق چلنے چاہئیں۔

(ت) کیا غیر مسلموں کو اسلامی ریاست میں بغیر حدود و قیود رہنے کی اجازت ہے؟ کیا انہیں اسلامی احکامات کا مذاق اڑانے کی اجازت ہے؟ کیا انہیں سنت اور شریعت میں دخل اندازی کرنے کی اجازت ہے' کیا انہیں تعاون اور مدد کے بہانے سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان خریدنے اور ارتدادی فساد پھیلانے کی اجازت ہے؟ کیا انہیں اسلامی قوانین واحکامات کے خلاف اخبارات کے صفحات سیاہ کرنے اور ٹی وی میں چلانے کی اجازت ہے؟ کیا انہیں قرآن کریم کی بے حرمتی کرنے اور سبز باغ دکھا کر مسلم عورتوں کو گھر سے باہر نکالنے کی اجازت ہے؟ کیا انہیں عیاشی وفحاشی پھیلانے' رنگین محفل سجانے اور اداکاری کرنے کی اجازت ہے؟ ان امور پر بھی آپ نے کبھی عوام سے رائے طلب کی ہے اور ٹی وی میں گفتگو فرمائی؟ تصویر کا دوسرا رخ کیوں نظر نہیں آرہا ہے۔

یہاں مرض کا سبب ہے غلامی وتقلید
وہاں مرض کا سبب ہے نظام جمہوری
نہ مشرق اس سے بری ہے' نہ مغرب اس سے بری
جہاں میں عام ہے قلب ونظر کی رنجوری

(۱۵) گواہوں کے معیار کا تعین کرتے وقت حدود آرڈیننس میں مذہب اور جنس کے بنیاد پر تمیز کی گئی ہے اور یہ شریعت کے منافی ہے۔ (ت) آپ تو مذہب اور جنس کی بات کر رہے ہیں' مذہب اور جنس ایک ہوتے ہوئے بھی بعض مواقع پر گواہی قبول نہیں ہے' کیا بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں اور باپ کی گواہی بیٹے کے حق میں قبول ہے' کیا مسلم غلاموں کی گواہی آقا کے حق میں اور آقا کی گواہی مسلم غلاموں کے حق میں قبول ہے' ٹھیک ہے اگر آپ کے نزدیک مذہب اور جنس کی تمیز غلط ہے تو یورپی ممالک کی یہ گواہی تسلیم کرلیں کہ نبی آخر الزمانؐ دہشت گرد ہیں (معاذ اللہ) اسلام فرسودہ مذہب ہے (انا للہ) عیسائی مذہبی ناقابل منسوخ ہے وغیرہ وغیرہ' شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے کیا ہی اچھی بات کہی۔

یورپ کی غلامی پہ رضا مند ہوا تو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں
جو بات حق ہو وہ مجھ سے چھپی نہیں رہتی
خدا نے مجھ کو دیا ہے دل خبیر وبصیر

یہی حدود بعینہ سعودی عرب میں نافذ العمل ہیں اس لئے وہاں مکمل امن وسکون ہے' ڈاکہ زنی وقتل غارت گیری کالعدم ہے' لوٹ کھسوٹ نہیں ہے اور ہر شہری کو عافیت کی زندگی میسر ہے' اگر یہ سب کچھ وہاں ہوسکتا ہے تو یہاں کیوں نہیں ہوسکتا' پتہ چلا کہ آج نہیں قیام قیامت تک قرآن وسنت اور اسلامی احکامات نہ صرف قابل عمل ہیں بلکہ پرسکون زندگی کا راز اس میں مضمر ہے۔ اگر آپ کو سکون کی زندگی پسند نہیں ہے تو اسلام کو خیر باد کہہ دیجئے پھر اپنا حشر دیکھ لیجئے۔

بگوانچہ دانی کہ حق گفتہ بہ
نہ رشوت ستانی و نہ عشوہ دہ
چوں حرفم برآید درست از قلم
مرا از ہمہ حرف گیراں چہ غم

www.naqshbandiaowaisiah.com

اکرم التفاسیر

عصر حاضر کی پہلی بیانیہ تفسیر

☆ .... پروفیسر احمد عبداللہ

قرآن مجید کا نزول صاحب قرآن حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ہوا۔ عربی زبان میں' ان لوگوں کی موجودگی میں' جن میں اکثر دنیاوی علوم سے ناواقف تھے وحی ثقیل ہوتی تھی آپ ﷺ کے چہرے کے تاثرات اور بدنی کیفیت سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اہل بیت سمجھ جاتے تھے کہ اَب وحی اتر رہی ہے وحی کے نزول کے بعد آپ ﷺ صحابہ کریم کی موجودگی میں اسکو تلاوت فرماتے اور اس کے مطالیب و مفاہیم سمجھا دیتے۔ نزول قرآن کی شان یہ ہے کہ زمینی صورتحال کے مطابق اور وقت کی سماجی' سیاسی' معاشی' اور تبلیغ و حکمت کی ضرورت کے مطابق پور 23 سال میں نازل ہوا۔ یہ اللہ کی شان ہے کہ پوری کتاب لوح عرش پر موجود ہونے باوجود آہستہ آہستہ اتاری گئی تاکہ امت کے سامنے حضور ﷺ مجسم تربیت کے طور پر سامنے آئیں کیونکہ آپ نبی آخرالزمان ﷺ خاتم النبین ﷺ تھے۔ کتاب بھی آخری تھی۔ اس لئے مسلم اُمہ کی تربیت کے لئے وقفے وقفے سے اُتاری گئی وحی ہر مسئلہ پر ایک رہنما اصول مہیا کرتی اور آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اس کی رہنمائی میں اس پر عمل فرماتے اور آنے والی نسلوں کے لئے ایک عملی تربیت گاہ کے طور پر قائدانہ کردار فرماتے تھے۔

نزول قرآن کے وقت' شان نزول' مطالیب و مفاہیم آپ ﷺ یا تو خود سمجھا دیتے یا صحابہ کرام آپ ﷺ سے پوچھ لیتے آپس میں اس پر بات کرتے اور سینہ بہ سینہ تمام لوگوں تک قرآن مجید کی تفسیر پہنچ جاتی۔

ابتدائی دور میں قرآن مجید ایک کتاب کی صورت میں مدوّن نہیں ہوا۔ آپ ﷺ کے کاتبان وحی اسے جمع کرتے رہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے سے' حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے تک مکمل شکل میں موجود لیکن مختلف آیات اور سورتوں کی صورت میں صحابہ کرام کے پاس محفوظ رہا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اس کی باقاعدہ تدوین کرائی۔ تدوین قرآن کے وقت اور بعد میں بھی صحابہ کرام قرآن سیکھ کر مختلف تبلیغی وفود کے ساتھ باہر جاتے۔ گردش دوران کے ساتھ ساتھ اور اسلامی تحریک کی وسعت کے پیش نظر بعد کے ادوار میں اس کی تفہیم کے لئے ضرورت محسوس ہوئی اور تفسیر قرآن باقاعدہ ایک مکمل علم کی صورت میں سامنے آئی۔ حضرت ابن عباسؓ سے لے کر صحابہ کرام' تابعین اور تبع تابعین قرآن مجید کی تفسیر بیان کرتے رہے' بعد میں عرب و عجم کی ضرورت کے تحت دنیا کے مختلف علاقوں میں اس کی ضرورت محسوس ہوئی لیکن خطۂ عرب اور صغیر اس معاملے میں سرخیل رہا۔

قدیم عربی تفاسیر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے علماء برصغیر نے اس پر قلم اٹھایا۔ قرآن و حدیث کی تشریح فقہ اور دوسرے علوم میں برصغیر کے اسلاف علماء نے قرآن فہمی کا حق ادا کیا۔ ماضی قریب میں ہر دور کی ضرورت کے مطابق مفسرین کرام نے قرآن مجید کو سمجھانے کی کوشش کی اور پچھلے دو سو سال کی تاریخ تفسیر اٹھا کر دیکھیں تو فی ظلال القرآن کے علاوہ تمام تفاسیر برصغیر کے علماء نے لکھیں ہر تفسیر کے مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ مفسر اس دور سے متاثر تھا اور اسی دور سے متعلق قرآن مجید کے مطالب سمجھائے گئے زبانوں کا قاعدہ یہ ہے کہ وقت کے ساتھ ہر زبان (Language) پچاس سال بعد بدل جاتی ہے۔ اور ہر دور کے مسائل واقعات بھی پچاس سال کے بعد بدل جاتے ہیں قرآن مجید تو سدا بہار کلام ہے۔ لیکن تفسیر اپنے اپنے دور کی ترجمانی کرتی ہے۔ اور بعض اوقات محسوس ہوتا ہے کہ تفسیر قرآن صرف اسی دور کے واسطے لکھی گئی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے۔ کبھی یونان کے فلسفہ سے متاثر ہو کر' کبھی ہندوازم سے' کبھی کیمونزم اور سوشلزم اور کبھی کیپٹلزم اور کبھی کالونیل دور سے متاثر ہو کر۔ وہ تفسیر اپنے اپنے وقت کی بڑی خدمت اور صاحب تفسیر کے لئے سعادت ہیں لیکن آج کے دور کے نوجوان اس سے بالعموم فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالیٰ نے آج کے دور میں ایک نیا اسلوب اختیار کیا۔ وہ بیانیہ تفسیر کا ہے۔ یہ تفسیر از خطابات ہے یعنی جو خطبہ سامعین کے سامنے دیا اس کو بہترین انداز میں ترتیب دے کر دنیائے انسانیت کے لئے علوم قرآن کو آسان ترین زبان میں پیش کر دیا۔

تفسیر کو پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ استاد اپنے ایسے شاگردوں سے مخاطب ہے جن کی وہ تربیت چاہتا ہے اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ان کو تعلیم و تربیت کے بعد ممالک کے قریہ قریہ بھیجنا چاہتا ہے تا کہ وہ قرآنی علوم اور اصل ماخذ کو سیکھ کر دنیا میں پھیل جائیں۔ اور آج کے دور کے بت کدوں کو پاش پاش کر دیں علم و عرفان کی بلندیوں تک پہنچیں اور امت مسلمہ کو ایک ولولہ ءتازہ عطا کریں۔

میرے مطالعہ میں پہلی تفسیر آئی ہے جو کہ قاری کو صرف دور نبوت میں محدود نہیں کرتی نہ تاریخ نبوت میں لے جاتی ہے بلکہ قرآن کے ذریعے ماضی کو حال سے اور حال کو مستقبل کے چیلنجز کیساتھ جوڑتی ہے۔ قاری قرآن کے فیوض و برکات کے ساتھ ماضی' حال اور مستقبل میں چل رہا ہوتا ہے۔ زبان سادہ اور آج کے دور کی' کہ ہر ذہنی سطح کا آدمی سمجھ سکے بیان اتنا فصیح و بلیغ کہ تشنگی باقی نہ رہے انداز اتنا محبت بھرا کہ حب رسول ﷺ دل میں اترتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور کیفیات ایسی کہ بدر کا معرکہ اپنے سامنے ہوتا نظر آئے۔ اور برکات ایسی کہ شہدائے بدر سے روحانی اور قلبی رابطہ ہو جائے یہ تفسیر تفہیم قرآن' معرفت الٰہی' حب رسول ﷺ' نفاذ اسلام اور کٹ مرنے کی تڑپ کے لئے ولولہ ءتازہ عطا کرتی ہے۔ زندگی کو باعمل بنانے کے لئے' زندگی کو ثبات ہے موت بھی اسے مار نہیں سکتی زندگی کو حیات دوام سمجھنا ہے تو بندہ اس تفسیر کو پڑھے بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چل رہی ہے اور جذبہ آج کے دور کا عطا ہو رہا ہے۔ بات دور ابرٰہیمی کی ہو رہی ہے' حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا قربانی کی ہو رہی ہے تو دل چاہتا ہے کہ کاش ہم بھی اس جذبے کو اپنا سکیں۔ دور جدید کے فتنوں سے لے کر عالمی سیاست' سماجی مسائل اور مستقبل کے ادوار کو سمجھنے کے لئے اس سے زیادہ آسان 'ہینڈ بک' نہیں ہو سکتی۔

اسرار التنزیل کی اپنی شان ہے وہ علماء کے لئے ہے تو اکرم التفاسیر ہر خاص و عام کے لئے ہے آپ اکرم التفاسیر کو اسرار التنزیل کی شرح بھی کہہ سکتے ہیں۔ حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالیٰ ماضی قریب کے ان مفسرین میں سے ہیں جنہوں نے تفسیر لکھتے ہوئے یا بیان کرتے ہوئے کہیں پرانی کتابوں اور تفاسیر کے حوالہ انڈکس کے طور پر نہیں دیئے بلکہ روانی ءبیان میں چند کبائر مشائخ کے احوال اور ان کے تفاسیر سے روانیہ حوالہ حاصل ضرور کیا ہے۔

یہ تفسیر علم لدونی کی بہترین مثال ہے قرآن مجید قلب اطہر پر اترا تعلیمات نبوت اور برکات نبوی ﷺ سے بھرپور انوارت کے سلسلہ عالیہ کے مشائخ کے قلوب پر آئے۔ اور آج ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت مدظلہ العالیٰ ایسی بیانیہ تفسیر لے آئے۔ جسمیں علم بھی ہے' معرفت بھی' کیفات بھی' اور حالات سے نمٹنے کا انداز بھی اور آگے چل کر مستقبل کی قیادت چلانے کا ڈھنگ بھی ہے۔ بوڑھے' نوجوان' تعلیم یافتہ اور گھریلو خواتین اسے اگر اپنے گھر کا نصاب بنا لیں تو انشاءاللہ ان کے لئے صدقہ جاریہ کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

ابھی پہلا سپارہ سامنے آیا ہے لیکن اس کو پڑھنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص پور توجہ سے اس کو پڑھے غور و فکر کرے اور اس پر عمل کرے اور اس کی ترویج کرے جیسا کہ اس تفسیر میں فرمایا گیا ہے کہ ترویجِ دین بھی عین دین ہے۔ تو انشاءاللہ سے امید کی جاسکتی ہے کہ اس کی نجات کیلئے کافی ہے۔

☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

"تعارف کتب"

اکرم التفاسیر

امیر المکرّم مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ کے فی البدیہہ خطابات پر مشتمل پہلی بیانیہ تفسیر "اکرم التفاسیر" جلد اول شائع ہو چکی ہے۔

قرآن مجید آج کے ہر مسئلے کا حل بیان کرتا اور ہر سوال کا جواب عنایت کرتا ہے اس حوالے سے "اکرم التفاسیر" آج کے عہد کی ناگزیر ضرورت ہے۔

ہدیہ:- 220 روپے

ملنے کا پتہ۔ مرکزی دفتر دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال

محافل شیخ

سوالات و جوابات کے حوالے سے علم کا ایک بہت وسیع ذخیرہ مختلف رسائل، جرائد اور اخبارات میں بکھرا پڑا ہے۔ امیر المکرّم سے مختلف محافل، انٹرویوز اور ذاتی ملاقاتوں میں احباب نے جو سوالات پوچھے ان کی تعداد بلا مبالغہ ہزاروں میں ہے اور ہر سوال کا مدلل جواب موجود ہے ایک عرصہ سے ان سوالات و جوابات کو ایک جگہ جمع کر کے شائع کرنے کی ضرورت و اہمیت محسوس کی جا رہی تھی۔ یہ سعادت ثمینہ اعوان اور عفیفہ خان صاحبہ کو نصیب ہوئی اور انہوں نے محافلِ شیخ کے عنوان سے مختلف موضوعات پر 50 کے قریب سوالات ایک ساتھ جمع کر کے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔

قیمت:- 220 روپے

ملنے کا پتہ دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال

www.naqshbandiaowaisiah.com

ذکر الٰہی کے فوائد

شیخ آصف محمود
☆ .... ڈسکہ

حافظ ابن قیمؒ ایک مشہور محدث ہوئے ہیں آپؒ نے ایک عربی میں رسالہ "الوابل العیب" کے نام سے ذکر کے فضائل میں تصنیف فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ذکر کے بے شمار فائدے ہیں۔ جن میں سے چندایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ ذکر الٰہی شیطان کو دفع کرتا ہے اور اُس کی قوت کو توڑتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب ہے۔

۳۔ دل سے غم اور فکر دور کرتا ہے۔

۴۔ دل کو سکون اور راحت نصیب ہوتی ہے۔

۵۔ دل اور تمام بدن کو قوت بخشتا ہے۔

۶۔ چہرہ اور دل کو منور کرتا ہے۔

۷۔ رزق کو کھینچتا ہے

۸۔ اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرتا ہے اور نیکی کی طرف رغبت بڑھتی ہے۔

۹۔ ذاکر آدمی کو دیکھنے سے حلاوت نصیب ہوتی ہے۔

۱۰۔ ذکر الٰہی سے مراقبہ نصیب ہوتا ہے جو مرتبہ احسان تک پہنچا دیتا ہے یہی وہ مرتبہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی نصیب ہوتی ہے گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور یہی صوفیا کرام کا مقصد ہوتا ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کی جائے جیسے انسان اللہ کو دیکھ رہا ہے۔

۱۱۔ اللہ کی طرف رجوع پیدا کرتا ہے جس سے رفتہ رفتہ یہ نوبت آجاتی ہے کہ ہر مصیبت کیوقت بندہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

۱۲۔ اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے

۱۳۔ جتنا ذکر میں اضافہ ہوتا ہے ہے اُتنا قرب میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

۱۴۔ اللہ کی بڑائی اور ہیبت پیدا ہے۔

۱۵۔ اللہ کی بارگاہ میں ذکر کا سبب ہے یعنی ارشاد فرمایا گیا تم میرا ذکر کرو گے میں تمہارا ذکر کروں گا۔

۱۶۔ دل کو زندہ کرتا ہے حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کیلئے ایسے ہے جیسے مچھلی کیلئے پانی۔

۱۷ دل اور روح کی روزی ہے دل اور روح کو اگر اُن کی غذا نہ ملے گی تو دونوں مردہ ہو جائیں گے۔

۱۸ دل سے زنگ کو صاف کرتا ہے آپ کا فرمان مبارک ہے کہ ہر چیز کی کوئی نہ کوئی پالش ہوتی ہے دل کی پالش ذکر الٰہی ہے۔

۱۹ لغزشوں اور خطاؤں کو دور کرتا ہے۔

۲۰۔ غافل کے دل پر اللہ کی ایک وحشت ہوتی ہے جو ذکر کرنے سے دور ہو جاتی ہے۔

۲۱۔ جو شخص راحت میں اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ اُس کو مصیبت کے وقت یاد کرتے ہیں۔

۲۲۔ اللہ کی طرف سے رحمت اور سکینہ نازل ہوتا ہے اور ذاکرین کو فرشتے گھیر لیتے ہیں۔

۲۳۔ ذکر کرنے سے زبان غیبت۔ چغل خوری جھوٹ اور فحش کلامی سے محفوظ ہو جاتی ہے۔

۲۴۔ ذکر کی محفلیں فرشتوں کی محفلیں ہوتی ہیں جبکہ لغویات اور

www.naqshbandiaowaisiah.com

غفلت کی مجلس شیطان کی مجلس ہوتی ہے انسان جس کو چاہئے پسند کرے۔

۲۵ ذکر کرنے والا تو نیک بخت ہے ہی اس کے ساتھ بیٹھنے والا بھی نیک بخت ہو جاتا ہے۔

۲۶۔ ذکر کرنے والا قیامت کے دن حسرت سے محفوظ ہوگا اُس کو کوئی حسرت نہ ہوگی۔

۲۷۔ ذکر کرنے والا قیامت کے دن اللہ کی رحمت کے سایہ میں ہوگا۔

۲۸۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کو میرے ذکر نے دعا سے روک دیا میں اُس کو دعا کرنے والوں سے افضل عطا کروں گا۔

۲۹۔ باوجود سہل عبادت کے تمام عبادتوں سے افضل ترین عبادت ہے۔

۳۰۔ اللہ کا ذکر جنت کے پھل ہیں۔

۳۱ جسقدر انعام اور بخشش کا وعدہ اس پر ہے اور کسی عمل پر نہیں ہے۔

۳۲۔ صبح ذکر کرنے والا شام تک اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے اسی طرح شام کو ذکر کرنے والا صبح ہونے تک شیطان سے محفوظ اور اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔

۳۳۔ ذکر الٰہی سے انسان دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ترقی کرتا رہتا ہے۔

۳۴ ذکر کا نور دنیا میں بھی ساتھ رہتا ہے اور قبر میں بھی ساتھ جاتا ہے اور آخرت میں پل صراط پر آگے آگے چلتا ہے۔

۳۵۔ ذکر تصوف کا اصل اصول ہے اور تمام صوفیائے کرام اسی پر قائم ہیں جس کیلئے ذکر کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے الہ تک پہنچنے کا دروازہ کھل گیا۔

۳۶ ذکر ایک ایسا درخت ہے جس پر معارف کے پھل لگتے ہیں اس صوفیا کی اصطلاح میں احوال اور مقامات کے پھل لگتے ہیں جتنا ذکر زیادہ ہوگا اتنی ہی اس کی جڑیں مضبوط ہوں گی اور پھل بھی زیادہ آئیں گے۔

۳۷۔ ذکر کرنے والوں کو ہمیشہ اللہ کی معیت نصیب ہوتی ہے۔

۳۸۔ ذکر شکر کی جڑ ہے۔ جو ذکر نہیں کرتا وہ شکر بھی نہیں ادا کرتا۔

۳۹۔ اللہ کے نزدیک سب سے معزز وہ شخص ہے جو ہر وقت ذکر میں مشغول رہتا ہو۔

۴۰۔ دل میں ایک خاص قسم کی سختی ہوتی ہے جو صرف ذکر سے ہی دور ہوتی ہے۔

۴۱۔ ذکر الٰہی دل کی بیماریوں کا علاج ہے۔

۴۲۔ ذکر اللہ کے ساتھ دوستی کا ذریعہ ہے اور اس سے غفلت اللہ کے ساتھ ناراضگی کا سبب ہے۔

۴۳۔ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ کی نعمتوں کو کھینچنے والی اور اللہ کے عذاب کو ہٹانے والی نہیں۔

۴۴۔ جو شخص یہ چاہے کہ وہ جنت کے باغوں کی سیر کرے تو وہ مجالس ذکر کا اہتمام کرے اور اُن میں بیٹھا کرے۔

۴۵۔ اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والوں کو فرشتوں کے سامنے فخر سے بیان کرتے ہیں۔

۴۶۔ تمام اعمال ذکر کے واسطے ہی مقرر کیے گئے ہیں۔

۴۷۔ تمام اعمال میں وہی عمل افضل ہوگا جس میں اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جائے اسی طرح حج اور دوسری عبادت بھی وہ افضل ہوں گی جس میں اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جائے گا۔

۴۸۔ ذکر دوسری عبادت کیلئے بڑا مددگار ہے اس کی کثرت سے ہر عبادت ایک محبوب عبادت بن جاتی ہے اور عاجزی اور انکساری پیدا کرتا ہے۔

۴۹۔ ذکر الٰہی کرنے سے مصیبتیں زائل ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ذاکر کی غیب سے مدد فرماتے ہیں جس کی طرف انسان کا گمان بھی نہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہوا۔

۵۰۔ ذکر سے انسان کے اندر ڈر خوف اور ہر قسم کی وحشت ختم ہو جاتی ہے آج کے مصروف ترین دور میں ڈپریشن دور کرنے کا بڑا نایاب نسخہ ہے۔

۵۱۔ ذکر کرنے سے انسان میں ایک خاص قوت پیدا ہوتی ہے جس سے بڑے بڑے ناممکن کام ممکن بن جاتے ہیں۔

۵۲۔ اپنی آخرت سنوارنے کے لئے لوگ بڑی دوڑ دھوپ کرتے ہیں لیکن امیں ذاکرین کی جماعت سب سے آگے ہوگی۔

۵۳۔ ذکر کرنے سے جنت میں گھر تعمیر ہوتے ہیں جب بندہ ذکر سے رک جاتا ہے تو فرشتے بھی تعمیر روک دیتے ہیں۔

۵۴۔ ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ جب بندہ سات مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کہتا ہے تو ایک گنبد اس کیلئے جنت میں تعمیر ہو جاتا ہے۔

۵۵۔ ذکر جہنم کیلئے آڑ ہے اگر کسی بدعملی کی وجہ سے جہنم کا مستحق بن جائے گا تو ذکر درمیان میں آڑ بن جائے گا جتنا ذکر پختہ ہوگا اتنی ہی آڑ پختہ ہوگی۔

۵۶۔ جس پہاڑ پر یا میدان میں اللہ کا ذکر کیا جائے تو وہ جگہ فخر کرتی ہے ایک حدیث شریف میں ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ سے پوچھتا ہے کہ کیا آج کوئی تیرے اوپر سے ذکر کرنے والا گزرا ہے تو وہ پہاڑ ابڑا خوش ہو کر کہتا ہے کہ ہاں گزرا ہے۔

۵۷۔ جو اللہ کا ذکر کثرت سے کرے گا وہ نفاق سے بری ہو جائے گا۔

۵۸۔ ذکر کی ایک خاص لذت اور کیفیت ہوتی ہے جو کسی بھی اعمال میں نہیں پائی جاتی۔

۵۹۔ مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ لذت پانے والے کسی بھی چیز میں ذکر کے برابر لذت نہیں پاتے۔

۶۰۔ ذکر کرنے والے کا قیامت کے دن چہرہ پُر نور ہوگا اور جب دنیا سے رخصت ہوگا تو اس وقت بھی اطمینان سے ہوگا۔

۶۱۔ جو شخص جس راستے سے ذکر کرتا ہوا گزرے گا وہ جگہ قیامت کے دن اُس کے حق میں گواہی دے گی۔

ترجمہ۔ اُس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی۔ (القرآن)

حضورؐ نے ارشاد فرمایا جانتے ہو اس دن اس کی کیا خبریں ہوں گی صحابہ کرام نے لاعلمی کا اظہار کیا تو آپؐ نے فرمایا جس عورت یا مرد نے جو کام زمین پر کیا ہوگا چاہے اچھا یا بُرا اُس دن زمین بولے گی اور اللہ کو بتائے گی کہ اس نے مجھ پر فلاں وقت فلاں کام کیا تھا چنانچہ جس نے ذکر الٰہی کثرت سے کیا تو اُس کے قیامت کے دن گواہ بھی کثرت سے ہونگے'

۶۲ شیاطین اور جن انسان کے دشمن ہیں اور انسان کو وسوسے اور وحشت میں ڈالتے رہتے ہیں ان کے لشکروں کو ذکر کے علاوہ کوئی چیز نہیں روک سکتی کتابوں سے انسان پڑھ کر عمل تو کر سکتا ہوں لیکن اگر اُس کے دل میں طلب صادق ہے کہ میں ذکر کی کیفیات حاصل کرنا چاہتا ہوں تو اس کیلئے اس کو اپنا ہاتھ کسی مرد حق کامل شیخ کے ہاتھ میں دینا ہوگا کسی اللہ والے کا دامن تھامنا ہوگا جو اُس کے قلب کو قلب سلیم بنا دے اور اُس کی راہ سلوک میں رہنمائی کرتا چلا جائے ورنہ انسان کو اگر عمر نوح بھی مل جائے تو وہ بغیر شیخ کامل کے احدیت پر بھی نہیں پہنچ سکتا ہے اس کے کیلئے صرف اور صرف سنت رسول اور کامل ولی اللہ کی ضرورت ہے جو ایک گناہ گار بندہ کا تذکیہ کر سکے اور اس کے سینے میں وہ کیفیات اُنڈیل دے جو آج بھی دربار نبویؐ سے اُسی طرح آ رہی ہیں جس طرح روز اول سے تھیں بشرطیکہ اپنے کاسۂ دل کو سیدھا رکھے۔ اللہ کے فضل سے یہ چیز حاصل کرنا ناممکن نہیں ہے۔ اللہ ہمیں توفیق عمل دے۔ آمین

☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

سلسلہ وار..........

فرض کی بجا آوری اور مشن کی تکمیل میں جہاں نوردی کے دوران امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ کی نگاہ بصیرت نے دیکھا کیا؟ اچھوتے قلم نے کیسے بیان کیا؟..........

پیش خدمت ہے' سفرنامہ

قسط نمبر 12

''غبارِ راہ''

میں نے پچھلے سال بین الاقوامی دورے سے واپسی پر تقریباً مغرب کے خدوخال کا سارا نقشہ آپ احباب کے سامنے رکھا تھا اور مغرب میں ابھی تک کچھ بھی نہیں بدلا۔ اگر آپ کو یاد ہو تو المرشد میں شائع بھی ہو گیا تھا' تو بجائے اس کے کہ اس کو میں دہراؤں' آپ اگر یادیں تازہ کرنا چاہیں تو پھر اسے دیکھ لیں۔

آپ جونہی سمندر عبور کر کے برطانیہ کی سرحد سے شروع ہوتے ہیں تو قطب شمالی تک چلے جائیں یا پھر آپ شمال میں اس پورے امریکہ سے ہوتے ہوئے اگر جاپان جائیں' واپس بھی آنا چاہیں تو بشمول ہانگ کانگ' برما وغیرہ آپ چین کو بھی شامل کر سکتے ہیں' روس کو بھی شامل کر سکتے ہیں' وسط ایشیا کو بھی شامل کر سکتے ہیں' پھر یورپ میں آ جایئے کہ یہ ساری خلق خدا لباس صرف سردی سے بچنے کے لئے پہنتی ہے کسی شرم وحیا کے لئے نہیں اور آپ اندازہ کر لیں کہ اس کرہ ارض پر کتنی مخلوق بستی ہے۔ یہ سارے ممالک سرد ہیں تقریباً خطہ سرطان سے سارے اوپر اوپر ہیں اور یہاں گرمیوں میں بھی ٹھنڈ ہوتی ہے۔ سردیوں میں برف ہی برف ہوتی ہے تو برف کا موسم ہوتا ہے۔ یہ لوگ برف کی سردی سے بچنے کے لئے لباس استعمال کرتے ہیں۔ کسی انسانی ضرورت' انسانی معیار یا شرم وحیا کی کوئی دیوار' ان کے راستے کی دیوار نہیں ہے۔

اب یہ بیماری ہمارے مشرقِ وسطیٰ کے ممالک میں اپنی پوری قوت اور پورے زور سے داخل ہو چکی ہے۔

اس سال پہلی دفعہ دوبئی انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر قد آدم بورڈ دیکھا جس پر مغربی طرز کے بیچ کا فوٹو لگا ہوا تھا اور اس پر لکھا ہوا تھا۔

This is Dubaiy

شاید اکثر دوست بیچ سے نہ سمجھ سکیں' بیچ سے مراد سمندر کا وہ ریتلا کنارہ ہوتا ہے جہاں مغربی لوگ بلاتفریق جنس' بغیر عمر کی قید کے' بغیر کسی لباس کے دن بسر کرتے ہیں' نہاتے دھوتے ہیں' دھوپ میں ریت پر لیٹتے ہیں' اٹھکیلیاں کرتے ہیں اور وہ اس جگہ کو بیچ کہتے ہیں۔ ہر طرح کے لباس' ہر طرح کے شرم وحیا سے آزاد' باپ بھی ہوتے ہیں بیٹیاں بھی ہوتی ہیں۔ بہنیں بھی ہوتی ہیں' بھائی بھی ہوتے ہیں' بیویاں بھی ہوتی ہیں' خاوند بھی ہوتے ہیں' اور کوئی کسی کا کچھ بھی نہیں ہوتا۔

پہلی دفعہ یہ چیز دوبئی میں دیکھی ہے اور یہ کوئی اچھی خبر نہیں ہے' ورنہ سارے مشرقِ وسطیٰ میں بحرین ایک ایسا علاقہ تھا جس میں یہ چیزیں تھیں اور وہ جزیرہ نمائے عرب سے کٹا ہوا ایک جزیرہ تھا اس میں یہ ساری فحاشی بھی تھی' جوئے خانے بھی تھے' شراب کی آزادی بھی تھی اور جنس کی آزادی بھی۔ لیکن اب وہ اس سے آگے بڑھ گئی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ ہم مغربی اقوام یا غیر مسلم اقوام یا یہود ونصاریٰ کی بات کرتے رہیں' میرے خیال میں ہمیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

سب سے پہلے مسلمان قوم کا جائزہ لینا ہے' اپنے آپ کو پرکھنا ہے' اپنے متعلق صحیح اندازہ قائم کرنا ہے کہ ہم کون ہیں؟ ہمیں کہاں ہونا چاہئے؟ ہم کس جگہ کھڑے ہیں؟

آج میرا جی چاہتا تھا کہ میں اپنا تعارف تلاش کروں کہ ہم کون ہیں اور قرآن حکیم کی نگاہ میں ہمیں کہاں کھڑا ہونا چاہئے اور قرآن کی توقع ہم سے کیا ہے؟ قرآن حکیم ہماری بات جب ہم سے مخاطب ہو کر کرتا ہے تو سب سے پہلے ابتدا ہی اس کلمہ خیر سے کرتا ہے کہ کنتم خیر امتہ تم' بہترین قوم ہو' دنیا میں کوئی قوم تمہاری مثال نہیں ہے' دنیا میں جتنی اقوام بستی ہیں' قومیں بستی ہیں' لوگ بستے ہیں' تہذیبیں ہیں' معاشرے ہیں رواجات ہیں' طرز ہائے زندگی ہیں ان سب میں باعتبار عقیدے' عمل' معاشرے' اخلاق کے ہر پہلو سے تم بہترین قوم ہو۔ اس لئے اخرجت للناس. کہ تمہیں اللہ نے پیدا ہی دوسروں کے لئے کیا ہے۔

ایک گاڑی ہم بناتے ہیں جو خود چلتی ہے۔ ایک گاڑی بنائی جاتی ہے جو دوسری گاڑیوں کو کھینچ کرلانے کے لئے ہوتی ہے وہ کھینچ کرلانے والی اُس دوسری سے زیادہ طاقتور ہوتی ہے ہم کوئی بھی چیز دنیا کی بناتے ہیں دوسروں کے کام وہ تب آتی ہے۔ جب وہ اُن اوصاف میں اُن سے بدرجہا بہتر ہوتی ہے۔ مسلمان بحیثیت' ایک قوم' ایک اُمت کے ساری کائنات' ساری اقوام کے لئے پیدا کیا گیا ہے تو بنیادی طور پر ہر قوم سے اسے بہتر ہونا چاہئے تب یہ دوسروں کا سہارا بن سکے گا۔ اگر یہ خود کمزور ہے تو دوسروں کو کیا سہارا دے گا۔

دوسروں کا ہم نے کیا سنوارنا ہے' کیا ہم نے اُن کے لئے کھانے پینے کا انتظام کرنا ہے؟ کیا ہم نے اُن کے مکان بنانے ہیں؟ کیا ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اُن کی حفاظت کریں؟

ہم نے اُن کا کیا کرنا ہے؟

فرمایا' تامرون بالمعروف. تمہارے ذمہ ہے کہ تم دنیا بھر کی اقوام کو نیکی کا سبق دو۔ یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ دنیا کے ہر فرد کو بُرائی سے روکو! اگر ہم یہ کریں' اگر ہم میں قوت پیدا ہو جائے کہ ہم دوسری اقوام کو نیکی کی طرف دعوت دے سکیں' انہیں بُرائی سے روک سکیں تو ہمیں اللہ کریم سے کیا ملے گا؟

فرمایا تمہارا میرے ساتھ ایمان مضبوط ہو جائے گا' تم میرے بندے بن سکو گے' تمہیں میری ذات پر یقین کامل نصیب ہو جائے گا۔ اب اس کو آپ واپس پڑھنا شروع کریں تو کیا ہو گا؟ کہ اگر ہم نیکی کا حکم کرنا چھوڑ دیں گے' اگر ہم بُرائی سے روکنا چھوڑ دیں گے' تو ہمارا اپنا ایمان متزلزل ہو جائے گا۔

اس سے پیچھے چلیں تو فرمایا' تمہارا مصرف ہی یہ ہے تمہیں پیدا ہی دوسروں کے لئے کیا گیا ہے' تمام قوموں نے اپنے لئے' اپنی قوموں کے لئے' اپنے ممالک کے لئے' اپنی معاشرت کے لئے' اپنی تہذیب کے لئے زندہ رہنا ہے لیکن تمہیں اللہ کے لئے' اللہ کے دین کے لئے اللہ کے رسول ﷺ کے لئے' اللہ کی کتاب کے لئے' اللہ کے احکام کے لئے اللہ کی مخلوق کے لئے زندہ رہنا ہے تو تمہارے جینے میں اور دوسرے انسانوں کے جینے میں' ایک بنیادی فرق ہے' ہر فرد کو اپنے لئے جینا ہے' اپنے بچوں کے لئے جینا ہے۔ زیادہ سے زیادہ سوچے گا تو اپنی قوم کے لئے سوچے گا' لیکن تمہیں ساری انسانیت کے لئے زندہ رہنا ہے اور اگر یہ نہیں کرو گے تو پھر تم خیر اُمت نہیں کہلا سکو گے چونکہ خیر اُمت کا تو تصرف ہی یہی ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ جو چیز اپنے مصرف کی نہیں رہتی اُس کا انجام کیا ہوتا ہے ہم کرسی بناتے ہیں' جب اس کی سیٹیں اکھڑ جاتی ہیں' ٹانگیں ٹوٹ جاتی ہیں تو وہ سٹور میں پھینک دی جاتی ہے' بالآخر چولہے میں پھینک دی جاتی ہے۔ برتن ٹوٹتے ہیں کسی کام کے نہیں رہتے۔ بالآخر

www.naqshbandiaowaisiah.com

کباڑی سے ہوتے ہوئے پھر بھٹیوں میں پگھلا دیئے جاتے ہیں۔ واپس دھات بن جاتے ہیں' کپڑے پھٹتے ہیں کسی کام کے نہیں رہتے تو پھر آخر پھینک دیئے جاتے ہیں' ردی میں چلے جاتے ہیں۔ جلا دیئے جاتے ہیں' ضائع کر دیئے جاتے ہیں۔

ہم بھی اگر کسی مصرف کے نہیں رہیں گے تو ردی میں بکیں گے' کوڑے میں پھینک دیئے جائیں گے' ذلت اور رسوائی کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آئے گا' اور آج آسٹریلیا سے لے کر فلسطین تک دیکھ لو' کہاں عزت ہے مسلمانوں کے پاس! آپ کہتے ہیں مغربی اقوام مسلمان کی عزت نہیں کرتے۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مسلمان کی اپنے گھر میں کوئی عزت نہیں ہے اگر مسلمان کی امریکن عزت نہیں کرتے تو مسلمان کی پاکستان میں کیا عزت ہے کسی اور ریاست میں کیا عزت ہے؟ میں نے تو چپہ چپہ پھر کر دیکھا ہے مجھے کہیں نظر نہیں آیا۔ کسی جگہ پر اس بنیاد پر میں نے کسی شخص کو پرسکون نہیں پایا کہ یہ مسلمان ہے اس کا احترام کیا جائے۔ کسی مسلمان ریاست میں شاید اس لئے کہ ہم اُس پائے کے مسلمان رہے ہی نہیں' جس پائے کا مسلمان عزت کا مستحق ہوتا ہے۔

کوپن ہیگن میں یہ بات ہوئی اور میرے خیال میں مغربی معاشرے میں لوگوں نے جگہ جگہ یہ سوال کیا۔ ہر جگہ تقریباً ایک ہی تھی' اگرچہ الفاظ مختلف تھے۔ یہ باتیں میں لکھتا رہا ہوں چند ایک اور لکھوں گا۔ آپ کے سامنے "المرشد" میں آتی رہیں گی۔ میرا خیال ہے کہ ان تمام باتوں کو یکجا کر کے ایک چھوٹا سا کتابچہ بن جائے تاکہ ایک نگاہ میں ایک آدمی ان سب کو پڑھ سکے۔

مغرب میں جتنے مسلمانوں سے واسطہ پڑا' اُن سب کی شکایت ایک ہی ہے بڑی دیر کے بعد انہیں ہوش آئی۔ ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ وہ دولت یہاں سے کما کر لے جائیں گے۔ مغرب والوں نے اپنا دروازہ بند نہیں کیا' ہر آنے والے پر اپنا دروازہ کھلا رکھا اور دولت کے وسائل بھی انہوں نے بند نہیں کئے لوگ رات دن کام کرتے رہے' اتنا کام کیا جتنا وہ اپنے ملک میں نہیں کرتے تھے اور سوچتے بھی نہیں تھے کہ ہم اتنا کام کریں گے انہوں نے کروڑوں ڈالر کمائے لیکن وہ خود مزدوری کرتے رہے اور ان کی آئندہ پیدا ہونے والی نسل برطانیہ میں پیدا ہوئی' فرانس میں پیدا ہوئی' ڈنمارک میں پیدا ہوئی' امریکہ میں پیدا ہوئی' کینیڈا میں پیدا ہوئی' اور وہ پیدا ہونیوالی نسل ان کے سکول میں گئی۔ وہاں کی ہوا کھائی' وہاں کی غذا کھائی' وہاں کی تہذیب سیکھی' وہاں کی تعلیم پائی اور جب یہ کروڑوں ڈالر کما چکے تو ان کے آگے جو تصویر تھی یہ کسی مسلمان کی نہیں تھی بلکہ ایک برطانوی شہزادے کی تھی' ایک امریکن شہری کی تھی۔ مسلمان لڑکی بجائے ایک کینیڈین بچی کھڑی تھی' ایک فرانسیسی بچی سے باپ کو سابقہ پڑا' مسلمان بچی کی بجائے۔ اور اب وہ حیران کھڑے ہیں اب وہ وطن واپس نہیں آسکتے۔ بیٹیوں اور بیٹوں کے بغیر اور وہ وہاں اس لئے نہیں رہ سکتے کہ ان کی بیٹیاں بیٹے ان کا جنازہ پڑھنے کے قابل نہیں۔

اس ملک کا کچھ نہیں بگڑا۔ انہوں نے جتنا کمایا' جتنے مکان بنائے جتنی دکانیں بنائیں' جتنا سرمایہ کمایا وہ بھی اُس ملک میں رہ گیا۔ انہوں نے گدھے کی طرح کام کیا وہ اس ملک کی تعمیر میں لگا۔ انہوں نے جو اولاد پیدا کی وہ اس ملک کے شہری بن گئے۔ ان کا کام ہر لحاظ سے سدھر گیا اور آج ان کے پلے کچھ نہیں اور آج یہ حال صرف مسلمان کا نہیں ہے۔

میں نیویارک شہر گیا' وہاں دارالعرفان کے جو خادم ہیں' وہاں انہوں نے چھوٹی سی دکان بنا رکھی ہے۔ مین ہیٹن میں امین ہیٹن نیویارک کا بھی دل ہے جتنی برائی زمین پر ہوتی ہے بیک وقت مین ہیٹن میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

بھی ہوتی ہے شاید اس سے کچھ زیادہ ہوتی ہے' انہیں دکان کے لئے جگہ ایک ہندوستانی سکھ نے دی ہے بہت بڑی بلڈنگ ہے اس میں اُس کا ہوٹل ہے کافی حصہ اس نے کرائے پر دے رکھا ہے۔ کچھ میں خود رہتا ہے۔ مین ہیٹن میں کئی منزلہ بلڈنگ کا مالک ہونا' اس کا مطلب ہے کہ وہ اربوں ڈالر کا مالک ہے لیکن میں حیران تھا کہ ایک سکھ نے ان بچوں کو کیوں جگہ دی؟ اور وہ کہتے ہیں وہ سکھ خوش ہوتا ہے وہ کہتا ہے" نماز پڑھا کرو میرے مکان میں" میں نے کہا' نماز کہاں پڑھتے ہو؟ کہنے لگے' اس بیسمنٹ میں نیچے جو تہہ خانہ ہے اس نے خالی رکھا ہوا ہے' اس میں اُس نے ہمیں بہت سی جگہ دے چھوڑی ہے کہ یہاں وضو کرو' نماز پڑھا کرو' اللہ اللہ کیا کرو!

میں نے کہا' اُسے کیا مصیبت پڑی ہے؟

میں نے اس سے بات کی کہ بھئی! کیا بات ہے آپ نے انہیں کیوں اتنی بلڈنگ کی جگہ دی ہے؟

اُس نے کہا' کچھ نہ پوچھو میں اربوں ڈالر کا مالک ہوں' یہاں ہمارے ملک کی وزیر اعظم اندرا گاندھی آئی تو وہ پرسنلی مجھ اکیلے کو ملی' پورا فسٹ پیج جو تھا اخباروں کا وہ میری تصویروں سے بھرا ہوا تھا۔ میرے پاس آج بھی کروڑوں ڈالر ہیں لیکن میرا بیٹا ایک سپنش لڑکی کے ساتھ چلا گیا ہے مجھے کہتا ہے جاؤ! اپنا کام کرو' میں یہ کروڑوں ڈالرکس کو دوں' میں انہیں کہاں سے لے جاؤں؟

اگرچہ وہ کافر ہے لیکن اُسے کم از کم یہ احساس تو ہے کہ اس کی ایک اپنی قوم ہے' ایک اپنا ملک بھی ہے' ایک اپنی جگہ بھی تھی۔ اس نے ساری عمر ضائع کی' رات دن مزدوری کی' اربوں ڈالر کمائے لیکن یہ انہی لوگوں کے ہیں جن کے دروازے پہ اس نے محنت کر کے کمائے تھے بغیر کسی مشقت کے انہیں واپس دے رہا ہے' اس لئے کہ اس کی اولاد انہوں نے لے لی ہے اور سب مال اُسی اولاد کا ہے جو ان کے دروازے پر پڑی ہے۔

لندن میں بریڈفورڈ میں تھا تو ہم بازار ایک ٹیکسی میں گئے کہ اپنی موٹر پارک کرنے کا ایک مسئلہ ہوتا ہے پھر آدمی اگر ایک دو سٹوروں میں گھومتا ہوا نکل جائے تو واپس وہیں آنا پڑتا ہے جہاں گاڑی چھوڑی تھی۔ ٹیکسی کا سیدھا سا معاملہ ہے جہاں فارغ ہوئے وہاں سے پکڑ لی' گھر چلے گئے۔ واپسی پر جو ٹیکسی پکڑی اس کا ڈرائیور ایک مسلمان تھا' شکل سے پاکستانی نہیں لگتا تھا لیکن اس نے بتایا کہ وہ پاکستانی مسلمان ہے کہنے لگا' جی! آپ نے ہمارے لئے کیا سوچا ہے آپ ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں؟

میں نے کہا" میری مدد کو آپ چھوڑیں' آپ پہلے اپنی تکلیف بتائیں! آپ کو تکلیف کیا ہے؟ کہ آپ کی مدد کروں' کس قسم کی مدد چاہیے آپ کو؟"

وہ کہنے لگا کہ ہمارے بچے اور بچیاں ہیں ان کے لئے کوئی علیحدہ سکول نہیں ہے۔ یہاں کی سکولنگ کا طریقہ یہ ہے کہ بچے کو صبح سکول کی گاڑی لے جاتی ہے وہ بمشکل دودھ کا کپ گھر پیتا ہے' اس کا ناشتہ' دوپہر کا کھانا اور ظہر کی چائے یہ سب کچھ سکول میں ہوتا ہے جس میں خنزیر تک ہر چیز شامل ہوتی ہے اور اگر بکرے کا' بیل کا یا گائے کا گوشت ہو تو وہ بھی مشین کا کٹا ہوا ہوتا ہے اس میں ذبیحہ کا اہتمام سرے سے نہیں کیا جاتا۔ بچیاں آٹھویں' نویں' دسویں گیارہویں میں جب جاتی ہیں تو آٹھویں سے اوپر سوئمنگ کا ایک لازمی پیریڈ ہوتا ہے بچوں بچیوں کا اکٹھا بغیر کپڑے پہنے ہوئے تالاب میں تیرنا ہوتا ہے' لڑکیوں نے بھی لڑکوں نے بھی۔ ہفتہ ہفتہ آؤٹنگ ہوتی ہے۔ آٹھویں' نویں' دسویں کی بچیاں' بچے پیدا کرنا شروع کر دیتی ہیں جبکہ ان کی شادی نہیں ہوتی۔

میں نے کہا' آپ نے اس کے لئے کچھ کیا؟ آپ کچھ کر رہے ہیں کہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

آپ کی کچھ مدد کروں؟ تو وہ مجھے کہنے لگا کہ وہ پرسوں سکول گیا تھا اور اتفاق کی بات ہے کہ جب وہ سکول گیا تو وزیر تعلیم سکول آیا ہوا تھا وہ ہماری طرح کا معاشرہ نہیں ہے کہ منسٹر نے آنا ہے تو سڑکیں بلاک ہیں' ڈھول بج رہے ہیں۔ دروازے بنے ہوئے ہیں کچھ بھی نہیں' ایک آدمی کی طرح وزیر بھی بازار سے سودا سلف خرید لاتے ہیں' عام انسانوں کی طرح رہتے ہیں۔ آپ کو سڑک پر مل سکتے ہیں' کوئی ایسی بات نہیں ہے اور عام ملازموں کی طرح ڈیوٹی کرتے ہیں' وزیر منتخب ہونے کے بعد وہ بھی ایک دفتری آدمی ہوتے ہیں اور وزیر تعلیم ہائی سکولوں تک کے معائنہ کا ذمہ دار ہوتا ہے' وہاں تک کی خرابیوں کی جوابدہی اُسے کرنی ہوتی ہے کیبنٹ کے سامنے۔ وزیر ہائی سکولوں تک کو پرسنلی وزٹ کرتے ہیں تو وہاں وزیر تعلیم بیٹھا تھا۔ میں بڑا خوش ہوا اُس سے ملا' تو اُس نے پوچھا کہ آپ یہاں کیسے آئے؟ میں نے اُسے بتایا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کم از کم ہم مسلمانوں کے بچوں کے لئے حلال گوشت کا اہتمام کریں اور انہیں کھانے میں خنزیر کا گوشت نہ دیں۔

اُس نے کہا" تم اپنے ایک بچے کی بات کرتے ہو' پاکستانیوں کے جتنے بچے ہیں اُن میں سے کسی ایک کو بلا لو!"

میں نے ایک بچے کو بلایا تو اس نے اُس سے پوچھا کہ تمہارا مذہب کیا ہے؟ اُس نے کہا" پاکستانی"! وزیر صاحب نے کہا میں مذہب پوچھتا ہوں اُس نے کہا

"پاکستانی"

میں نے تیسری دفعہ پوچھا'

"بیٹا! میں نے آپ سے پوچھا آپ کا مذہب؟

"What is your Religion?"

اس نے کہا **" I am Pakistani"**

اس نے میری طرف دیکھ کر کہا' اس کے لئے تم حلال حرام کی بات کرتے ہو'

"He Even Does Not Know, What is Religion."

مذہب کسے کہتے ہیں اسے تو یہ بھی پتہ نہیں' اس کے لئے تم حلال حرام کہتے ہو؟"

ڈرائیور کہنے لگا' اُس نے کہا کہ یہ بچے تمہارے نہیں یہ ہمارے ہیں' تم جاؤ اپنی ٹیکسی چلاؤ جب مر جاؤ گے تمہیں دفن کر دیا جائے گا۔ مت گھبراؤ ان کا فکر چھوڑ دو' یہ بچے تمہارے نہیں' ہمارے ہیں!

اس کے باوجود وہ باقاعدہ کلین شیو تھا' ٹائی تک باضابطہ پہنے ہوئے تھا۔ میں نے کہا'

ہمت ہے تمہاری' ابھی تک تم نے گلے سے یہ پھندا تو نہیں اتارا یعنی اتنا کچھ بھگتنے کے باوجود تمہیں شرم تک نہیں آئی کہ تم اپنی ڈگر سے نہیں بدلے تم خود نہیں ہٹنا چاہتے ہو تو بچوں کو کیسے بدل سکتے ہو؟ تم خود حلال حرام کی پرواہ نہیں کرنا چاہتے ہو' تم خود خدا کے دروازے پہ آنا نہیں چاہتے ہو' تم خود سجدہ دینا چاہتے ہو' اولاد کو کیسے ولی اللہ بنا لینا چاہتے ہو"۔

(جاری ہے۔)

☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

امیر محمد اکرم اعوان

شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

عنوان: بحکم شیخ سلسلہ نقشبندہ اویسیہ دو صاحب مجاز کو ان کی ذمہ داری سے سبکدوش کر کے ان کی جگہ دو نئے صاحب مجاز بنائے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ یوپی - راجستھان (ہندوستان)

1. مرکزی دفتر دارالعرفان منارہ چکوال نے سلسلہ عالیہ کی طرف سے ذیل احباب کو تعلق کی اصلاح اور تربیت کے فرائض ادا کرنے کی ذمہ داری فروری 2005ء میں سونپی۔

ا۔ حبیب الرحمٰن انصاری ولد حافظ عبدالوحید	مئو یوپی انڈیا	India (UP)
ب۔ عبدالمنان ولد امیر الدین	راجستھان	India

2. درج بالا دونوں مجازین کو اپنے فرائض سے سبکدوش کر کے ذیل حضرات کو ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

ا۔ مولانا محفوظ الرحمٰن ولد حبیب احمد

ب۔ عبدالستار ولد محمد قاسم ملتانی

اللہ کریم انکی استعانت فرمائیں۔ آمین۔

Anawar

مرکزی دفتر
سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ
دارالعرفان منارہ ضلع چکوال (پاکستان)